عدالتِ صحابہ

www.KitaboSunnat.com

شائع کردہ

ادارہ علومِ اثریہ۔ منٹگمری بازار۔ لائلپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

۲۹۷ ، ۹۹۲۱۱

سلسلۂ مطبوعات ۔ ۶

عدالتِ صحابہؓ

مکتبہ اہلحدیث
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
مرتبہ
نمبر............

فقیر اللہ متخصص ادارۂ علومِ اثریہ لائلپور

www.KitaboSunnat.com

ناشر
ادارۂ علومِ اثریہ، لائلپور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

02186

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
(۱)	حرفِ آغاز	۱
(۲)	سخن ہائے گفتنی	۱
(۳)	صحابی کی تعریف	۴
(۴)	صغیر السن صحابہؓ	۱۴
(۵)	مخضرمین	۱۶
(۶)	معرفتِ صحابہؓ کا طریقہ	۱۹
(۷)	ایک ضابطہ	۱۹
(۸)	کتب معرفت صحابہؓ	۲۰
(۹)	صحابہ کرامؓ کی کل تعداد	۲۵
(۱۰)	صحابہ کرامؓ میں فرق مراتب	۲۷
(۱۱)	افضل الصحابہؓ	۳۰
(۱۲)	فقہاء صحابہ کرامؓ	۵۲
(۱۳)	عدالتِ صحابہ کرامؓ	۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
(۱۴)	عدالت کے معنی میں علماء کے اقوال	۶۲
(۱۵)	علماءِ اصول کی اصطلاح	۶۸
(۱۶)	الصحابۃ کلھم عدول	۷۳
(۱۷)	ایک اشتباہ (۱۹) صحابہؓ معصوم نہیں تھے	۸۲ - ۸۵
(۱۹)	محض صدورِ معصیت عدالت کے منافی نہیں	۸۷
(۲۰)	صحابہ کرامؓ سے صدورِ معصیت	۸۹
(۲۱)	مشاجراتِ صحابہؓ	۹۵
(الف)	مشاجرات صحابہ حضرت مجددؒ صاحب کی نظر میں	۱۰۵
(ب)	" امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ کی نظر میں	۱۱۰
(۲۲)	سبِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین	۱۱۵
(الف)	سب و شتم کے معنی	۱۱۵
(ب)	سب صحابہؓ سے مراد	۱۲۱
(ج)	صحابہ کرامؓ پر تنقید بھی سب ہی کے حکم میں ہے	۱۲۲
(۲۳)	سب صحابہؓ کی شرعی حیثیت در شاتمین صحابہ کرامؓ کا حکم	۱۲۶
(۲۴)	مآخذ و مراجع	۱۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت ہی وہ پاکیزہ جماعت ہے جس کی تعدیل قرآن نے بیان کی ہے۔ متعدد آیات میں ان کے فضائل و مناقب پر زور دیا ہے۔ ان کے اوصافِ حمیدہ کو "اسوہ" کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی راہ سے انحراف کو "غیر سبیل المؤمنین" کی اتباع سے تعبیر فرمایا ہے۔ الغرض ہر جہت سے صحابہ کرامؓ کی عدالت و ثقاہت پر اعتماد کرنے پہ زور دیا ہے۔ ان وجوہ مذکورہ کی بنا پر علماء امت نے قرآن و حدیث کے ساتھ تعامل صحابہؓ کو بھی شرعی حیثیت سے پیش کیا ہے' اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ دین اخذ کرنے والی یہی جماعت ہے اور قرآن و حدیث بھی روایت و عمل کے ذریعہ انہی سے حاصل ہوا ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ صدیقین' شہداء اور صالحین کی یہی وہ جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس سالہ محنت کا ثمرہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محدثین نے "الصحابۃ کلھم عدول" کے قاعدہ کے تحت رواۃ حدیث پر جرح و تعدیل کا آغاز تابعین سے کیا ہے۔ اگر صحابہؓ پر کسی پہلو سے بھی تنقید جائز ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ محدثین اس سے صرفِ نظر کرتے یا تغافل کیشی سے کام لیتے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حفاظت حدیث کے سلسلہ میں کسی شخص کی عظمت یا نیکی ان کے لیے سدراہ نہیں بن سکی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب)

مخالفینِ اسلام نے جب کتاب وسنت کو مشکوک بنانے کے لیے سازشیں کیں تو انہوں نے سب سے پہلے صحابہ کرام ؓ ہی کو ہدفِ تنقید بنانا ضروری سمجھا۔ ان کے کردار کو بدنما کرنے کے لیے ہر قسم کے اتہام تراشنے سے دریغ نہ کیا۔ قرآن وسنت کے مقابلہ میں تاریخی وادبی کتابوں سے چھان بین کر کے تصویر کا دوسرا رُخ پیش کرنے کی سعیٔ ناکام کی، اور لطف یہ کہ یہ سب کچھ علم وتحقیق کے نام پر کیا اور کیا جا رہا ہے۔

ابتدا میں تو اس اسلام دشمنی کے محاذ پر صرف روافض ہی نظر آتے رہے اور علماء حق نے دفاع عن الصحابہ کے موضوع پر روافض کے رد میں کتابیں لکھ کر اس بساط کو ہمیشہ کے لیے لپیٹ کر رکھ دیا تھا۔ چنانچہ "العواصم من القواصم" لابن العربی، "المنہاج" لابن تیمیہؒ اور "تحفہ اثنا عشریہ" شاہ عبدالعزیز دہلویؒ وہ کتابیں ہیں جن کو اس موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت حاصل ہے اور ان کے بعد مزید تحقیق وتفتیش کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ان کے بعد دورِ جدید میں عیسائی مشنریوں کے تحت جب مستشرقین نے زہر آلود مواد کی نشر واشاعت شروع کی تو بہت سے مسلمان علماء بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور دادِ تحقیق حاصل کرنے کے لیے ان کی تقلید میں وہی کچھ کہنا شروع کر دیا جو مستشرقین کی عین غایت تھی۔ اگر کسی آزاد خیال ادیب نے قرنِ اول پر خامہ فرسائی کر کے ان کو ہدفِ تنقید بنایا تو وہ اسقدر قابلِ افسوس نہیں ہے جسقدر کہ علماءِ دین کا رویہ باعثِ افسوس ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کی ہمنوائی کر کے روافض اور مستشرقین کے مشن کو تقویت بخشی ہے۔ رشید رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سخن ہائے گفتنی

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء جن کو اصحابِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یا صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، تفصیلاً نہ سہی اجمالی طور پر ہر مسلمان اس لقب کے ساتھ ان سے متعارف ہے اور اپنے دل میں ان کا احترام لیے ہوئے ہے، "حبیب الحبیب حبیبٌ"، اور "جلیس الصالح، صالحٌ" کے عام اصول کے پیشِ نظر جب بھی اس نسبت سے کسی کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھی ہے تو ہر مسلمان کا دل فرطِ محبت اور حسنِ عقیدت کے ساتھ جھک جاتا ہے، یہ تمام ان کوششوں کے باوجود جو دشمنِ اسلام عبد اللہ بن سبا سے لے کر آج تک اپنوں اور بیگانوں، نادان دوستوں اور بدخواہ دشمنوں کی طرف سے اسلام اور اسلام کے ان راویوں کو بدنام کرنے اور ان سے اعتماد اٹھا دینے کے سلسلہ میں کی گئیں، کبھی تولا و تبرا کے نام پر ان کے مثالب بیان کیے گئے اور کبھی تحقیق و تنقید کے نام سے ان کو مجروح کرنے کی کوشش کی گئی، کبھی حبِ علیؓ کے رنگ میں ان کے ساتھ بغض و عداوت کا مظاہرہ کیا گیا۔ یہ درحقیقت اسلام کی بنیادوں کو کمزور کرنے کی بہت بڑی لیکن ناکام کوشش تھی۔ سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدوینِ حدیث کے عوامل اور عوامل پر بحث کرتے ہوئے، سبائی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"یوں کہنے کے لیے اس تحریک کے متعلق بیسیوں باتیں کہی جاتی ہیں، لیکن جس چیز نے اس تحریک کو عجیب و غریب چیز بنا دیا تھا وہ اس کی اصلی روح تھی یعنی اس جوہری قوت کو قطعی طور پر ختم کر دینے کا ارادہ کر لیا گیا تھا جو اسلام کی پشتیبانی اور نصرت کے لیے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد "صحابیت" کی شکل میں قدرت کی طرف سے جمع کر دی گئی تھی۔"

چند سطور کے بعد فرماتے ہیں :-

"اسلام کے بچے کھچے حریف، عرب کے مختلف گوشوں میں جو دبے چھپے تھے۔ عہدِ عثمانی کے آخری زمانے کے ماحول کے بعض پہلوؤں کو اپنے پوشیدہ اغراض کی تکمیل کے لیے مناسب اور موزوں پا کر مخفی راہوں سے یہی ارادہ کر کے اٹھے کہ "صحابیت" کی اس قوت پر کوئی ایسی کاری ضرب لگائی جائے جس کے بعد اسلام کا دینی سرمایہ ہو یا دنیوی، خود بخود صفر بن کر رہ جائے گا" [1]

آگے چل کر لکھتے ہیں :-

"یقیناً جس نصب العین کو لے کر وہ اٹھے تھے، کامیاب ہو جانے کے بعد اسلام کی فاش شکست ایران کی یہ کوشش منتج ہوتی، خدانخواستہ

---

(۱) تدوینِ حدیث۔ ص ۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر یہ ہو جاتا تو پہلی صدی ہجری میں جیسا کہ ان بداندیشوں نے سوچا تھا، اسلام کا سارا ایوان سربسجود ہو کر رہ جاتا گویا شروع ہونے کے ساتھ ہی اسلام کی تاریخ ہمیشہ کے لیے اسی وقت ختم ہو جاتی۔ اس لیے اسکی تو داد دینی پڑتی ہے کہ تاکنے والوں نے ٹھیک اسی بنیادی اساس کو ضرب لگانے کے لیے تاکا تھا جس پر ضرب لگانے میں کامیاب ہو جانے کے بعد وہ بازی جیت لیتے۔" [1]

بہر حال وہ کامیاب ہوتے یا ناکام رہے، تاہم اپنے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے ایک طریق کار متعین کر گئے ہیں اپنا کر حصار اسلام کی بنیادوں کو اگر متزلزل نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم اسلام اور اس کے علمبرداروں کے خلاف حسد کے بھڑکتے ہوئے شراروں کو ٹھنڈا ضرور کیا جا سکتا ہے۔ ان کی اس ناپاک جسارت سے اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شخصیت، کردار، سیرت و عدالت واعذار تو کیا، غبار آلود بھی نہیں ہوتی، ظاہر بین آنکھیں اگر کچھ غبار محسوس کرتی بھی ہیں، تو بھی ان گوہرہائے صدف نبوت کی آب و تاب میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بقول حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ "جوہر در خلاب افتد ہماں نفیس است" (جوہر کیچڑ میں پڑا ہوا بھی بے عیب رہتا ہے) لہذا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شخصیت، کردار، سیرت اور عدالت تو بے غبار ہے اور قیامت تک بے غبار رہے گی البتہ ان پر کیچڑ اچھالنے والے اور انکی طرف سے دفاع کرنیوالے اپنا اپنا زاد آخرت جمع کرتے رہیں گے۔ اسی امید پہ ہم نے زیر نظر مقالہ میں بقدر استطاعت عدالت صحابہؓ سے متعلق چند مباحث سپرد قلم کیے ہیں جن سے عدالت صحابہ سے متعلق اکثر شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

(۱) تدوین حدیث ص ۴۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابی کی تعریف

"صحابی" وہ خوش نصیب مسلمان جس نے ایک نظر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو اور اسلام پر ہی اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ "صحابی" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

كل مسلم رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم

ہر وہ مسلمان جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو۔

آگے ابو المظفر سمعانی مروزی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

أصحاب الحديث يطلقون اسم الصحابة	محدثین نے صحابی کا اطلاق
على كل من روى عنه حديثا أو كلمة،	ہر اس مسلمان پر کرتے ہیں جس نے
ويتوسعون حتى يعدون من رآه	آنحضرتؐ سے کوئی حدیث یا
رؤية من الصحابة	کلمہ روایت کیا ہو اور مزید
[۱]	وسعت کر کے ایسے آدمی کو

بھی صحابہ میں شمار کر لیتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دیکھا ہو۔"

علامہ نوویؒ نے بھی "شرح مسلم" کے مقدمہ میں یہی تعریف کی ہے، اور آخر میں "ولو لحظة" کے لفظ کا اضافہ کر دیا ہے یعنی اگرچہ ایک نظر ہی دیکھا ہو۔

---

(۱) مقدمہ ابن صلاح ج . ص ۲۶۳ طبع جدید۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے اس تعریف کے متعلق لکھتے ہیں۔

هذا هو الصحيح في حده وهو مذهب احمد بن حنبلؒ وابي عبد الله البخاريؒ في صحيحه والمحدثين كافة [1]	صحابی کی تعریف میں یہ قول ہی صحیح ہے اور امام احمد بن حنبلؒ کا اور امام بخاریؒ کا اپنی صحیح میں اور جملہ محدثین کا یہی مذہب ہے۔

بعض علماء نے صحابی کی تعریف میں رؤیت کے ساتھ "طولِ صحبت اور کثرت مجالست" کی شرط بھی ذکر کی ہے، بعض نے ایک دو غزوات میں شرکت کی شرط اور بعض نے اخذِ روایت کی شرط لگائی ہے اور بعض نے عقل و بلوغ کی شرط ذکر کی ہے کہ زائر بوقتِ زیارت عاقل و بالغ ہو۔ لیکن ان میں سے کوئی قول بھی صحیح نہیں ہے ورنہ ایک جماعت کثیرہ صحابی کی تعریف سے خارج ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر وہ تمام وفود جنہیں بہت تھوڑی دیر کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضری نصیب ہوئی۔ اور وہ تمام حضرات جنھوں نے صغرسنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی یا تحنیک اور برکت کی دعا کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیے گئے۔ حالانکہ ہر دو قسم کے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں شامل ہیں۔

اطلاقِ لغت کے اعتبار سے بھی "صاحب" کے مفہوم میں ان شرطوں کی گنجائش نہیں کیونکہ لغت میں ہر ساتھی کو صاحب کہہ دیا جاتا ہے۔ اس میں زمانہ کی قلت و کثرت شرط نہیں۔ چنانچہ خطیب بغدادیؒ۔ قاضی ابوبکر محمد بن الطیبؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(1) مقدمہ شرح مسلم (نووی) ص 19

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاخلاف بین اهل اللغة فی ان القول	اہل لغت کے درمیان اس میں کوئی اختلاف
"صحابی" مشتق من الصحبة وانه لیس	نہیں کہ صحابی، صحبت سے مشتق ہے (لیکن)
بمشتق من قدر منها مخصوص بل هو جار	صحبت کی کسی مخصوص مقدار سے نہیں بلکہ اس کا
علی کل من صحب غیرہ قلیلا کان او کثیرا	اطلاق ہر اس شخص پر ہو جاتا ہے جو کسی کے
ولذالك یقال صحبت فلانا حولا ودهرا	ساتھ تھوڑی، بہت دیر کے لیے رہا ہو۔
وسنة وشهرا ویوما وساعة فیوقع	اور ایسے ہی کہا جاتا ہے کہ میں فلاں کا ایک مدت
اسم المصاحبة بقلیل ما یقع منها او	اور ایک زمانہ، ایک سال، ایک ماہ، ایک
کثیرہ وذلك یوجب فی حکم اللغة	دن، ایک گھڑی صاحب رہا، پس مصاحبت
اجراء هذا علی من صحب النبی	کا نام کثیر و قلیل مقدار پر واقع ہو جاتا ہے
صلی الله علیه وسلم ولو ساعة	اور یہ اطلاق لفظ صحابی کے اجراء کو ہر اس
من نهار	آدمی پر واجب کرتا ہے جو دن کی ایک ساعت
لـه[1]	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

الاصحاب جمع صاحب والصاحب	اصحاب صاحب کی جمع ہے اور صاحب
اسم فاعل من صحبه یصحبه و	"صحب یصحب" سے اسم فاعل ہے، یہ قلیل الصحبة
ذلك یقع علی قلیل صحابة وکثیرها	اور کثیر الصحبة دونوں پر بولا جاتا ہے، کیونکہ کہا
والانه یقال صحبه ساعة وصحبه	جاتا ہے کہ فلاں ایک ساعت، ایک ماہ،
شهرا وصحبه سنة۔ لـه[2]	ایک سال اس کا "صاحب" رہا۔

(۱) کفایہ بغدادی - ص ۵۱ (۲) الصارم المسلول - ص ۵۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شارح "شرح عقائد" مولانا عبدالعزیز فرہاروی رحمۃ اللہ علیہ صحابی کی یہی تعریف کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔

واستدل الجمهور بان الصحبة تعم القليل والكثير يقال صحبه ساعة	جمہور کا مستدل یہ ہے کہ صحبت قلیل وکثیر کو شامل کہا جاتا ہے کہ فلاں ایک ساعت اسکا ساتھی رہا۔

آگے ایک دوسری دلیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

وثانيا بان الوفود صحابة بالاجماع كجرير بن عبد الله مع قلة مكثهم عنده [1]	اور دوسری دلیل یہ ہے کہ وفود بالاجماع صحابہ میں داخل ہیں (جیسے جریر بن عبداللہ) باوجود ان کے تھوڑی دیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرنے

لہٰذا تعریف میں طول صحبت وکثرت مجالست، یا اخذ روایت یا غزوات میں شرکت کی شرط لگانا درست نہیں، بلکہ شرفِ صحبت کے حصول کے لیے صرف رویت کافی ہے، ایک حدیث کے مضمون سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لا تمس النار مسلما رآني او راى من رآني ۔	اس مسلمان کو جس نے مجھے یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

یہ حدیث صحابہ اور تابعین کے حق میں جنتی ہونے کی بشارت ہے، اور یہ شرف محض صحبت کی برکت ہے۔ اس معلوم ہوا ہے کہ شرفِ صحبت کیلئے محض رویت

---

(۱) نبراس ص ۵۱۶

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ مولانا مبارکپوری نے اسکو اردو سے عربی الفاظ میں اس طرح نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

خصص هذا الحديث هذه البشارة بالصحابة و التابعين اتفاقاً منهم [۱]

اس حدیث نے جنتی ہونے کی بشارت کو تمام صحابہ و تابعین کے ساتھ خاص کر دیا۔ (باتفاق محدثین یا اہلسنت)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صحابی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الصحابي من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مؤمنا به ومات على الاسلام.

صحابی وہ شخص جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالت اسلام ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی اسکی موت واقع ہوئی ہو۔

حافظ علیہ الرحمۃ نے اس تعریف کے متعلق "اصح ما وقفت عليه من ذلك" لکھا ہے۔ یعنی صحابی کی تعریف میں جس قدر اقوال میری نظر سے گزرے ہیں ان میں سے یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ پھر اس قول کی جامعیت اور وسعت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

فيدخل فيمن لقيه من طالت مجالسته او قصرت ومن روى عنه او لم يرو ومن غزا معه او لم يغز ومن رآه رؤية

"من لقی" (جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو) میں ہر وہ شخص داخل ہو گیا جس کی مجالست طویل

---

(۱) تحفۃ الاحوذی، ج ۴، ص ۳۵۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولو لم يجالسه ومن لم يره لعارض كالعمى ويخرج بقيد الايمان من لقيه كافرا ولو اسلم بعد ذلك اذا لم يجتمع به مرة اخرى و قولنا "به" يخرج من لقيه مؤمنا بغيره كمن لقيه من مؤمني اهل الكتاب قبل البعثة (۱)

ہو یا قصیر اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو یا نہ اور آپ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا ہو یا نہ اور وہ بھی داخل ہو گیا جس نے کسی عارضہ مثلاً نابینا پن کی وجہ سے نہ دیکھا ہو۔ اور ایمان کی قید سے وہ آدمی تعریف سے خارج ہو گیا جس نے کفر کی حالت میں آپ کو دیکھا ہو اگرچہ بعد میں مسلمان ہو گیا ہو جب تک کہ دوبارہ آپ کے ساتھ جمع نہ ہوا ہو اور ہمارے قول "بہ" یعنی آپ پر سے وہ آدمی تعریف سے خارج ہو گیا جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے نبی پر ایمان کی حالت میں آپ سے ملا ہو، جیسے مؤمنین اہل کتاب میں سے کسی نے بعثت سے قبل آپ سے ملاقات کی ہو۔

آگے لکھتے ہیں:۔

ويخرج بقولنا "ومات على الاسلام" من لقيه مؤمنا به ثم ارتد ومات على ردته والعياذ بالله (۲)

اور ہمارے قول "ومات على الاسلام" یعنی اسلام پر ہی اس کی موت واقع ہوئی، سے وہ شخص بھی تعریف سے خارج ہو گیا جس نے بحالت ایمان آپ سے ملاقات کی پھر مرتد ہو گیا اور ارتداد ہی کی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی (العیاذ باللہ)۔

---

(۱) اصابہ ج۱ ص۴، شرح نخبہ ص (۲) اصابہ ج۱ ص۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی کی تعریف میں بعض دوسرے اقوال بھی نقل کیے ہیں اور شاذ (شخصی و انفرادی آراء) کہہ کر ان کا رد کر گئے ہیں۔ فرماتے ہیں

ووراء ذلك اقوال أخرىٰ شاذة كقول من قال لا يعد صحابيا الا من وصف باحد اوصاف اربعة، من طالت مجالسته او حفظت روايته او ضبط انه غزىٰ معه او استشهد بين يديه وكذا من اشترط فى صحة صحبته بلوغ الحلم او المجالسة ولو قصرت۔	اور اس کے علاوہ کچھ اور (شخصی و انفرادی قسم کے) اقوال بھی ہیں۔ جیسے قائل کا یہ قول کہ نہیں شمار کیا جائے گا صحابی مگر اسکو جو چار اوصاف میں سے کسی ایک کے ساتھ موصوف ہو جیسے کی مجالست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طویل ہو یا اسکی روایات محفوظ ہوں یا یہ معلوم ہو کہ وہ آپ کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہوا ہے یا آپکی موجودگی میں شہید کیا گیا اور ایسے ہی جس نے صحت صحبت میں بلوغ کی قید لگائی یا مجالست کی، اگرچہ مختصر ہو۔ (یہ قول بھی شاذ ہے)

آگے چل کر حافظ ابن صلاح اور علامہ ابن نووی کی بیان کردہ تعریف پر (جو جمہور محدثین کی طرف منسوب ہے) یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ ان صحابہ پر صادق نہیں آتی جنہوں نے کہ سن تمیز سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کیونکہ رؤیت کی نسبت انکی طرف صحیح نہیں چنانچہ لکھتے ہیں :-

واطلق جماعة ان من رأى النبى صلى الله عليه وسلم فهو صحابى	اور ایک جماعت نے مطلقاً یہ کہہ دیا ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھو محمول علی من بلغ سن التمیز اذ من لم یمیز لا تصح نسبۃ الرؤیۃ الیہ۔	وہ صحابی ہے (انکا) یہ قول محمول ہے۔ اس صحابی پر بوقت رؤیت سن تمیز کو پہنچ چکا ہو کیونکہ جو سن تمیز کو نہیں پہنچا رؤیت کی نسبت اسکی طرف صحیح نہیں۔

لیکن یہی اعتراض خود حافظ صاحب کی تعریف پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جس کی طرف رؤیت کی نسبت درست نہیں۔ اس کی طرف لقا کی نسبت بالاولی درست نہیں۔ لہٰذا حافظ صاحب کی تعریف بھی انہی صحابہؓ پر صادق آئے گی جو بوقت رؤیت سن تمیز کو پہنچ چکے ہوں۔

آگے خود ہی اس اعتراض کو دفع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

نعم یصدق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم راٰہ فیکون صحابیا من ھذہ الحیثیۃ [1]	ہاں یہ ٹھیک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا ہے پس وہ اسی حیثیت سے صحابی کہلائے گا۔

حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کی ذکر کردہ تعریف پر جو اعتراض ہوتا تھا اس کا بھی زیادہ سے زیادہ یہی جواب دیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد دونوں تعریفیں بے غبار ہو جاتی ہیں۔ اور ان دونوں سے بے غبار اور جامع تعریف یہ ہو سکتی ہے۔

کل مسلم رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم او راٰہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومات علی الاسلام	ہر وہ مسلمان جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اسلام پر اس کی موت واقع ہوئی ہو۔

---

(۱) اصابہ۔ ص۔ ۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن تادمِ تحریر ہمیں اس تعریف پہ کوئی نقل نہیں مل سکی۔ تاہم اسے بے اصل بھی نہیں کہا جا سکتا۔

علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی کی تعریف میں ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ ہر وہ مسلمان جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو، اگرچہ آپ کی زیارت نہ کی ہو۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

والقول السادس - انه من ادرك زمنه صلى الله عليه وسلم وهو مسلم و ان لم يره [1]	صحابی کی تعریف میں چھٹا قول یہ ہے کہ وہ مسلمان جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو۔ اگرچہ آپ کو دیکھا نہ ہو۔

علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول یحییٰ بن عثمان بن صالح بصری کی طرف منسوب کیا ہے لیکن صحابی کی تعریف میں یہ قول تمام اقوال سے ضعیف اور ناقابلِ قبول ہے، کیونکہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ باتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن والدہ کی خدمت میں مصروف ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمان اور مستجاب الدعوات ہونے کی شہادت دی ہے۔ بعض روایات میں ان کے تابعی ہونے کی تصریح بیان کی گئی ہے اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ غالباً اسی تعریف کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

و بعض كل من ادرك نه عليه السلام ہر وہ شخص جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) فتح المغیث (عراقیؒ) ج ۴ - ص ۳۳ -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولم يلقه ثم أسلم بعد موته عليه السلام أو في حياته إلا أنه لم يره . معدود في الصحابة ولو كان ذلك لكان كل من كان في عصره عليه السلام صحابيا ولا خلاف بين أحد في أن علقمة والأسود ليسا صحابيين وهما من الفضل والعلم والبر حيث هما وقد كانا عالمين جليلين أيام عمر وليسا في أيام النبي صلى الله عليه وسلم (۱)

کو زمانہ پایا ہو اور آپ سے ملاقات نہ کی ہو۔ پھر آپ کی وفات کے بعد یا زندگی ہی میں مسلمان ہو گیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو، صحابہ میں شمار نہیں کیا جائیگا۔ اگر ایسا ہو تو آپ کے زمانے کا ہر آدمی صحابی ہونا چاہیے، اور کسی کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں۔ علقمہ اور اسود علم و فضل اور صلاح میں اپنے بلند مقام کے باوجود صحابی نہیں حالانکہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جلیل القدر علماء مانے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مسلمان ہو چکے تھے۔

---

(۱) احکام الاحکام ابن حزمؒ ۔ ج ۲ ۔ ص ۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صغیر السّن صحابہؓ

صغیر السّن صحابہؓ کرام سے مراد وہ حضرات ہیں جنہوں نے سن تمیز سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، یا وہ نومولود جو تحنیک اور برکت کی دعا کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے اور بعد میں ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہونا ثابت نہیں ہو سکا۔ یہ حضرات بھی صحابہ کرامؓ میں شمار ہوتے ہیں۔
اس قسم کے صحابہ کرام کی ایک جماعت ہے۔ چند کے اسماءِ گرامی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

(۱) محمد بن حاطب بن حارث رضی اللہ عنہ
(۲) عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ
(۳) محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ
(۴) عبیداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ
(۵) عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ
(۶) عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ
(۷) محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ
(۸) یحییٰ بن خلاد بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ
(۹) محمد بن طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ،

(۱۱) عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ،

(۱۲) عبدالرحمٰن بن القاری وغیرھم رضوان اللہ علیہم اجمعین

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان حضرات کو "اصابہ" میں "القسم الثانی" کے تحت ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"القسم الثانی" فیمن ذکر فی الصحابة من الاطفال الذین ولدوا فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم لبعض الصحابة من النساء والرجال ممن مات صلی الله علیه وسلم وھو فی دون سن التمیز اذ ذکر اولائك فی الصحابة انما ھو علی سبیل الالحاق لغلبة الظن علی انه صلی الله علیه وسلم رآھم لتوفر دواعی اصحابه علی احضارھم اولادھم عنده عند ولادتھم لیحنکم و یسمیھم و یبارك علیھم

دوسری قسم، ان حضرات میں جو صحابہؓ میں ذکر کیے جاتے ہیں یعنی وہ بچے جو زمانہ نبوی میں بعض صحابہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ عورتیں اور مرد جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں چھوڑ کر وفات پائی کہ وہ ابھی سن تمیز کو نہیں پہنچے تھے کیونکہ صحابہ میں انکا ذکر بہ سبیل الحاق ہے۔ اس گمان غالب کی بناپر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا ہوگا۔ کیونکہ صحابہ کرام میں اپنے بچوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرنے کا داعیہ کثرت سے پایا جاتا تھا تاکہ آپ ان کو تحنیک کریں اور انکا نام رکھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والاخبار بذلك كثيرة شهيرة ... لكن احاديث هولاء من قبيل المراسيل عند المحققين من اهل العلم بالحديث ولذلك افردتهم من اهل القسم الاول ؎۱

اور ان کے لیے برکت کی دعا کریں۔ اور روایات اس کے متعلق کثیر اور مشہور ہیں ... لیکن ان حضرات کی احادیث محقق علماء حدیث کے نزدیک از قبیل مراسیل ہوں گی۔ اسی لیے میں نے پہلی قسم کے صحابہ سے ان کو الگ ذکر کیا ہے۔

مخضرمین

مخضرمین سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے نبوت اور نبوت سے پہلے کا زمانہ پایا ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ثابت نہ ہو، خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے یا بعد میں مسلمان ہوئے۔ جن کتابوں میں صحابہ کرامؓ کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں ایسے لوگوں کو بھی صرف اسی نسبت سے ذکر کر دیا جاتا ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پا لیا ہے۔ ورنہ بالاتفاق یہ لوگ صحابہ میں داخل نہیں اور محدثین کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی روایات از قبیل مراسیل ثابت ہوتی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

القسم الثالث. فيمن ذكر

تیسری قسم: ان حضرات میں جو مخضرمین صحابہ

---

(۱) مقدمہ اصابہ ج ۱ ص ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

في الكتب المذكورة من المخضرمين
الذين ادركوا الجاهلية والاسلام
وهولاء ليسوا اصحابه باتفاق
من اهل العلم بالحديث وان
كان بعضهم قد ذكر بعضهم
في كتب معرفة الصحابة فقد
افصحوا بانهم لم يذكروهم
الا لمقاربتهم لتلك الطبقة
لانهم من اهلها ..... واحاديث
هولاء عن النبي صلى الله عليه
وسلم مرسلة بالاتفاق بين
اهل العلم بالحديث وقد صرح
ابن عبد البر نفسه بذلك
في التمهيد وغيره من
كتبه .

کی کتابوں میں ذکر کیے گئے ہیں یعنی مخضرمین
جنہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا
اور یہ لوگ باتفاق علماء حدیث آپ کے
صحابیؓ نہیں ہیں اگرچہ بعض علماء نے ان
میں سے بعض کو معرفتِ صحابہ کی کتابوں
میں ذکر کر دیا ہے (لیکن ساتھ ہی) یہ
تصریح بھی کر دی ہے کہ ان حضرات کو
ان صحابہ کرام کے طبقہ کے قریب ہونے کی
وجہ سے صحابہ کرام میں ذکر کر دیا ہے کہ
یہ بھی اسی طبقہ کے لوگ ہیں ......
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی
روایات باتفاق محدثین از قبیل مراسیل
ہیں۔ خود علامہ ابن عبدالبر نے بھی
"تمہید وغیرہ" اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے

ایک انتباہ

کچھ لوگ غلطی سے معرفتِ صحابہؓ کی کتابوں میں درج ہوتے چلے آئے ہیں۔ سب سے پہلے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تمیز کی اور الگ ایک قسم کے تحت انکو ذکر کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چودہ سو سے زائد اس قسم کے نام شمار کئے ہیں۔ حافظ علیہ الرحمۃ نے اس فنی کمال کی طرف سبقت پر فخر کا اظہار کیا ہے اور انہیں بجا طور پر اس کا حق ہے۔ "اصابہ" میں اس قسم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"القسم الرابع" فيمن ذكر في الكتب المذكورة على سبيل الوهم والغلط وبيان ذلك البيان الظاهر الذي يعول عليه طرق أهل حديث ولم أذكر فيه بيناً وأما مع احتمال عدم الوهم فلا إلا أن كان ذلك الاحتمال يغلب على الظن بطلانه وهذا القسم الرابع لا أعلم من سبقني إليه ولا من حام طائر فكره عليه وهو الضالة المطلوبة في هذا الباب الزاهر وزبدتها يمخضه من هذا الفن اللبيب الماهر [1]

"چوتھی قسم" ان حضرات میں جو معرفت صحابہ کی کتابوں میں بیجا طور پر مذکور ہیں، وہم و غلط ذریعے چلے آئے ہیں۔ اور انہیں ذکر کر دوں گا اس میں مگر وہی کہ وہم اس میں واضح ہو لیکن عدم وہم کے احتمال کے ساتھ پس ذکر نہیں کروں گا مگر یہ کہ وہ احتمال ایسا ہو کہ اس کے باطل ہونے کی گمان غالب ہو اور یہ چوتھی، میں نہیں جانتا کہ مجھ سے پہلے کسی نے اس کی طرف سبقت کی ہو اور کسی کے طائر فکر نے اس پہ پرواز کی ہو، اور یہ اس پر رونق باب میں ضالہ مطلوبہ ہے۔ اور مکھن جسے ماہر لبیب اس فن سے بلوتا ہے۔

---

(۱) مقدمہ اصابہ - ج ۱ - ص ۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرفتِ صحابہؓ کا طریقہ

علماء نے معرفتِ صحابہ کے حسب ذیل پانچ طریقے بیان فرمائے ہیں :۔

(۱) **تواتر** : یعنی کسی کا صحابی ہونا تواتر سے ثابت ہو جیسے چاروں خلفاء راشدین۔

(۲) **شہرت** : یعنی کسی کا صحابی ہونا حدِ شہرت کو پہنچ چکا ہو جیسے اکثر صحابہ کرامؓ

(۳) کوئی معروف الصحبت صحابی کسی کے متعلق کہے کہ یہ صحابی ہے۔

(۴) تابعی کسی کے متعلق کہے کہ یہ صحابی ہے۔

(۵) کوئی ایسا آدمی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو کہے کہ میں صحابی ہوں بشرطیکہ عادل ہو کیونکہ ثبوتِ عدالت سے پہلے اس کے دعویٰ صحابیت کو مان لینا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ میں عادل ہوں کیونکہ صحابیت کو عدالت لازم ہے لیکن یہ دعویٰ ہجرت نبوی سے ۱۱۰ سال تک درست ہے اس کے بعد درست نہیں اور یہ صحیحین کی ایک روایت سے مستنبط ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ایک ضابطہ

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے معرفتِ صحابہ کے سلسلہ میں ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کا غزوات میں امیر ہونا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہو جائے وہ یقیناً صحابی ہوگا۔ کیونکہ غزوات میں صحابی کو امیر بنایا کرتے تھے۔ ثانیاً جس کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوا کیونکہ اہلِ مدینہ صحابہ کرامؓ اپنے بچوں کو تحنیک وغیرہ کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔ ثالثاً جس آدمی کے متعلق ثابت ہو کہ وہ مکہ اور طائف کا رہنے والا ہے کیونکہ مکہ اور طائف کے تمام لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے تھے، حافظ علیہ الرحمۃ نے تین آثار سے یہ ضابطہ مستنبط کیا ہے۔ [۱]

کتب معرفت صحابہؓ

اس دور میں معرفتِ صحابہ کا طریقہ ان کتابوں کا مطالعہ ہے جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے دور تک اس فن میں متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں سے تین جامع اور مشہور ہیں۔ (۱) الاستیعاب (۲) اسد الغابۃ (۳) الاصابہ۔ موخر الذکر تمام کی جامع ہے۔ ان کے بعد اس فن میں کسی مستقل تصنیف کا نام نہیں ملتا، مگر انہی کتابوں کے ذیول اور مختصرات، شاید اس کے بعد کسی نے اس فن پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کیونکہ حافظ ابن حجرؒ کی کوشش اس سلسلہ میں آخری کوشش ہے۔

ذیل میں مذکورہ بالا کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے

---

(۱) مقدمہ اصابہ ج ۱ ص ۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاستیعاب :-

یہ حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ (معروف ابن عبدالبر) نمری قرطبی متوفی ۴۶۳ھ کی تصنیف ہے، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوالولید الباجی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

له تواليف لا مثل لها منها كتاب الاستيعاب في الصحابة ليس لاحد مثله۔ [1]

علامہ ابن عبدالبر کی بہت سی تالیفات ہیں جنکی مثال نہیں۔ ان میں سے ایک ہے "الاستیعاب" اس جیسی تصنیف کسی کی نہیں۔

صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں :-

هو كتاب جليل القدر ذكر فيه اولا خلاصة سيرة نبينا عليه الصلوٰة والسلام ثم رتب الاصحاب على ترتيب الحروف لاهل المغرب وجمع من فيه باسمائه وكنيته ثلاثة الاف و خمس مائة ترجمة۔ [2]

یہ کتاب جلیل القدر ہے، پہلے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے۔ تمام صحابہ کرام اس میں نام اور کنیت کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ "معرفت صحابہ" کے متعلق لکھتے ہیں :-

هذا علم كبير قد الف الناس فيه كتبا كثيرة ومن اجلها و

معرفت صحابہ بڑا علم ہے۔ لوگوں نے اسمیں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۰۶ (۲) کشف الظنون ۔ ج ۱ ص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثرها فوائد "کتاب الاستیعاب" لابن عبد البر لولا ما شانه به من ایراده کثیرا مما شجر بین الصحابة وحکایاته من الاخباریین لا المحدثین وغالب على الاخباریین الاکثار والتخلیط فیما یروونه[1]

جلیل القدر اور کثیر الفوائد ابن عبدالبر کی کتاب "الاستیعاب" ہے۔ اگر وہ اس کو صحابہؓ کے اختلافات اور محدثین کی بجائے اخباریوں سے ان کی حکایات کے ساتھ عیب دار نہ کر لیتا حالانکہ اخباریوں پر کثرت روایت اور روایات میں خلط کا غلبہ ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ تسمیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

وسمى کتابه بالاستیعاب لظنه انه استوعب ما فی کتب من قبله ومع ذلك ففاته شیء کثیر.[2]

ابن عبدالبر نے اپنی کتاب کا نام استیعاب رکھا اس خیال سے کہ انہوں نے پہلی کتابوں میں جو کچھ ہے اس کا استیعاب کر لیا ہے، اس کے باوجود ان سے بہت کچھ رہ گیا ہے۔

اسد الغابہ :-

یہ عز الدین ابو الحسین ابن اثیر جزری متوفی ســـھ کی تصنیف ہے۔ پانچ ضخیم جلدوں میں ہے۔ فاضل مصنف نے اس میں پہلی اکثر کتابوں کو جمع کر دیا ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

جمع فیه کثیرا من التصانیف المتقدمة — مصنف نے اکثر پہلی کتابوں کو اس میں جمع کر دیا ہے۔

(۱) مقدمہ ابن صلاح۔ ص ۲۶۲ طبع جدید (۲) مقدمہ اصابہ۔ ج ۱ ص ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے چل کر اس میں مذکور صحابہ کرام کی تعداد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

رأیت بخط الذهبی ان جمیع من فی اسد الغابة سبعة آلاف وخمس مأة واربعة وخمسون نفساً [1]	میں نے علامہ ذہبی کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ "اسد الغابہ" میں کل ۷۵۵۴ صحابہ کرامؓ کا ذکر ہے۔

لیکن یہ تعداد خالص صحابہؓ کی نہیں بلکہ غلطی سے بعض غیر صحابہ بھی اس میں آگئے ہیں۔ اور یہ غلطی ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی ہی نہیں ہوئی بلکہ اس میں انہوں نے اپنے پیشرو مؤلفین کی اتباع کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

انه تبع من قبله فخلطوا من لیس صحابیا بهم [2]	مصنف نے پہلوں کے اتباع میں غیر صحابہ کو صحابہؓ کے ساتھ ملا دیا ہے

الاصابہ :۔

یہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ صاحب "الرسالۃ المستطرفہ" لکھتے ہیں :۔

جمع فیه ما فی الاستیعاب و ذیولاته و اسد الغابة و التجرید و زاد علیهم کثیرا لکنه مات قبل عمل المبهمات	حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں استیعاب اور اس کے ذیل اور اسد الغابہ اور تجرید کو جمع کر دیا ہے لیکن مبہمات کی تکمیل سے قبل فوت ہو گئے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

میزت فیه الصحابة من غیرهم	میں نے اس میں صحابہ کو غیر صحابہ سے الگ کر دیا ہے۔

---

(۱) مقدمہ اصابہ ۔ ج ۱ ۔ ص ۔ ۳۰۲ (۲) مقدمہ اصابہ ۔ ج ۱ ۔ ص ۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چنانچہ انہوں نے اس کتاب کو چار اقسام پر ترتیب دیا ہے۔ پہلی قسم میں ایسے صحابہؓ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے سنِ تمیز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ اور دوسری قسم میں ایسے صحابہؓ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے سنِ تمیز سے قبل آپ کو دیکھا یا تحنیک وغیرہ کی غرض سے آپ کی خدمت میں لائے گئے۔ اور تیسری قسم میں مخضرمین کا ذکر کیا ہے۔ اور چوتھی قسم میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو غلطی سے کتب صحابہ میں ذکر ہوتے چلے آئے۔

اسی نام کی ایک کتاب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے شمس الدین محمد الذہبی م ۷۴۸ھ نے بھی لکھی ہے۔ لیکن وہ اسد الغابہ کا اختصار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرامؓ کی کل تعداد

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کل تعداد کے متعلق قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا، البتہ مشہور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب تھی لیکن بہت کچھ تلاش کرنے کے باوجود اس کی کوئی نقل نہیں مل سکی۔ البتہ جن صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور روایت کی، امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ان کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مائۃ الف واربعۃ عشر الفا من الصحابۃ ممن روی عنہ وسمع منہ [1]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ چھوڑ کر وفات پائی، جنہوں نے آپ سے روایت کی اور سنا۔

ابن فتحون رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن عبد البر کی "الاستیعاب" پر ذیل لکھی ہے۔ اس میں امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اجاب ابو زرعۃ بھذا سوال من سألہ عن الرواۃ خاصۃ فکیف بغیرھم [2]	امام ابو زرعہؒ کا یہ قول اس شخص کے جواب میں ہے جس نے بالخصوص رواۃ صحابہ کے متعلق سوال کیا تھا پس ان کے علاوہ اور کتنے صحابہ ہوں گے۔

(۱) مقدمہ اصابہ۔ ج ۱۔ ص ۳
مقدمہ ابن صلاح۔ ص ۲۶۸ طبع جدید

(۲) مقدمہ اصابہ۔ ج ۱۔ ص ۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار سے زائد ہے۔ جس میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، قدیم الاسلام اور نو مسلم سب شامل ہیں۔

اور یہ سب یکساں طور پر شرفِ صحبت سے مشرف ہیں۔ البتہ مراتب میں فرق ہے۔ ——————

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرامؓ میں فرقِ مراتب

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں فرقِ مراتب بجا ہے، اور اصل اس کی حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ ارشاد ہے:۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد الله الحسنی والله بما تعملون خبیر

برابر نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی۔ ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

لیکن فرقِ مراتب بیان کرنے کا یہ انداز بالکل غلط ہے کہ بعض صحابہؓ کے لیے تزکیہ و تربیت کے بعض پہلوؤں کے اعتبار سے نقص کا اثبات کیا جائے۔ اس کے معنی تو یہ ہوں گے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تعدیل و تزکیہ میں غلط بیانی یا مبالغہ سے کام لیا ہے۔ "فتعالیٰ من ذلك" اور امت نے ان کی صداقت، نزاہت اور عدالت پر اجماع کرنے میں غلطی کی ہے۔ اس لیے فرقِ مراتب بیان کرنے میں ادب یہ ہے کہ ایسے انداز سے مراتب کا فرق بیان کیا جائے کہ کسی ذی شان کی شان میں تنقیص نہ ہو۔ خود انبیاء کاملین کے لیے نصِ قرآنی میں "فضلنا بعضهم علی بعض"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فرقِ مراتب ظاہر ہے۔ لیکن اس فرق کو بیان کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تعلیم دی ہے۔ ارشادِ نبویؐ ہے :-

لا تفضلونی علی یونس بن متّٰی	مجھے یونس ابن متّٰی پر فضیلت نہ دو۔

یعنی اس انداز سے میری فضیلت بیان نہ کرو کہ اس سے یونس بن متّٰی (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو۔ یہی ادب صحابہ کرامؓ میں فرقِ مراتب کے وقت ملحوظ رکھا جانا چاہیئے اہلسنت کے عقیدے کے مطابق صحابہ کرامؓ میں فرقِ مراتب کی صحیح تعبیر یہ ہے کہ تمام صحابہؓ تمام پہلوؤں سے کامل تھے لیکن ان میں سے بعض اکمل تھے۔ چنانچہ حدیث "اصحابی کالنجوم" میں اسی فرقِ مراتب کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح ہر ستارہ اپنی ذات اور وجود کے اعتبار سے کامل اور روشن ہوتا ہے اور بعض، بعض کی نسبت زیادہ روشن ہوتے ہیں، لیکن ان میں سے کسی کی طرف بھی نقص کی نسبت نہیں کی جاسکتی، صحابہ کرام کی مثال بھی یہی ہے۔

خود رب العزت نے صحابہ میں فرقِ مراتب کا یہی ادب بتایا کہ کسی طرف نقص کی نسبت نہ ہونے پائے۔ چنانچہ ایک حدیث قدسی کے الفاظ ہیں :-

یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم بعضها اضوأ من بعض۔	اے محمدؐ تیرے صحابہ میرے نزدیک بمنزلہ ستاروں کے ہیں کہ بعض بعض سے زیادہ روشن ہیں۔

اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو ستاروں کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور پھر ستاروں میں کسی کی طرف بھی نقص کی نسبت نہیں کی بلکہ فرمایا: "بعضها اضوأ من بعض" یعنی ان میں سے بعض زیادہ روشن ہیں۔ لہٰذا ادب یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں سے کسی کی طرف بھی نقص کی نسبت نہ کی جائے۔ اس موقع پر "زلات" کو زیر بحث لاکر خلط بحث نہ کیا جائے۔ کیونکہ انتہائی مراتب کمال پر فائز ہو جانے کے بعد بھی کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامل سے اس کے مناسب شان زلہ کا صدور ممکن ہے۔ اور اس سے اس کے مرتبہ کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ غیر معصوم سے صدورِ معصیت اور اسکے غیر قادح ہونے کی بحث عدالت صحابہ کرامؓ کی بحث کے بعد قدرے تفصیل کے ساتھ آرہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افضل الصحابہؓ

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الفصل" میں "الکلام فی وجوہ الفضل والمفاضلۃ بین الصحابۃ" کے زیرِ عنوان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان مفاضلت اور وجوہ فضیلت پر مفصل کلام کیا ہے۔ افضل الصحابہؓ کے متعلق حسب ذیل متعدد اقوال نقل کیے ہیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الامت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، یہ قول بعض اہل السنۃ اور بعض معتزلہ اور بعض مرجیہ اور تمام شیعہ کی طرف منسوب کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ بعض صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک جماعت سے بھی یہی منقول ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پوری امت سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔ یہ قول انہوں نے تمام خوارج اور بعض اہل السنۃ اور بعض معتزلہ اور بعض مرجیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۳) تمام صحابہؓ سے افضل جعفرؓ بن ابی طالب ہیں۔ یہ قول حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ اور فرمایا کہ ابو عاصم نبیل اور عیسیٰ بن حاضر بھی اسی کے قائل ہیں اور عیسیٰ بن حاضر حضرت جعفرؓ کے بعد حضرت حمزہؓ کی افضلیت کے قائل ہیں۔

(۴) تمام صحابہ سے افضل حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت زبیرؓ بن العوام ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ قول بعض صحابہؓ کی طرف منسب ہے۔

(۵) سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، عباد بن بشر تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ یہ قول حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب ہے۔

(۶) ابو مسلم تمام صحابہؓ سے افضل ہیں۔ یہ قول ام سلمہؓ کی طرف ہے۔

(۷) مسروق بن اجدع، تمیم بن حذلم، ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ افضل الصحابہ ہیں۔

(۸) بعض عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پوری امت پر فضیلت دیتے تھے۔ حتیٰ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر بھی، حاکم نیسا پوری اسی طرف مائل ہیں۔

(۹) داؤد بن علی ظاہری فرماتے ہیں کہ کسی خاص صحابی کو کسی پر فضیلت دینا درست نہیں ہے۔ البتہ صحابہؓ کرام بحیثیت مجموعی پوری امت سے افضل ہیں اور صحابہ کرامؓ میں سے مہاجرین اولین، پھر انصار اولین۔

ان تمام اقوال کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات تمام امت سے افضل ہیں پھر ابو بکر صدیقؓ اور باقی تمام صحابہ یکساں ہیں۔

پھر اس کے بعد وجوہِ فضیلت اور ازواجِ مطہرات کی فضیلت کے دلائل بیان کرتے ہوئے دور تک چلے گئے ہیں۔[1]

مذکورہ بالا صحابہ کرام میں سے کسی کے فضائل سے بھی انکار نہیں۔ اور خصوصاً ازواجِ مطہرات مومنین کی مائیں ہونے کے اعتبار سے خصوصیت کے ساتھ قابلِ احترام ہیں، لیکن یہ تمام اقوال اہلسنت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہیں۔

---

(۱) الفصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں عقائد اور شروح حدیث کی کتابوں سے علماء کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں
عقائد کی مشہور کتاب فقہ اکبر میں ہے (جس کے متعلق مشہور ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔)

أفضل الناس بعد رسول الله	(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں
صلى الله عليه وسلم أبو بكر	میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
رضي الله عنه ثم عمر بن الخطاب	ہیں پھر عمر بن خطاب پھر عثمان بن عفان
ثم عثمان بن عفان ثم علي	پھر علی بن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ
ابن أبي طالب رضوان الله تعالى	علیہم اجمعین)
عليهم أجمعين	

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

وتفضيل أبي بكر وعمر رضي الله	حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت
عنهما متفق عليه بين	اہلسنت کے درمیان متفق علیہ ہے اور
أهل السنة وهذا الترتيب بين	یہی ترتیب حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما
عثمان وعلي رضي الله عنهما هو	کے درمیان ہے۔ اکثر اہل سنت کی
ما عليه أكثر أهل السنة "	یہی رائے ہے۔

ایک سطر کے بعد لکھتے ہیں:۔

وروي عن أبي حنيفة تفضيل	اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت
عليٌّ على عثمانٌ والصحيح ما عليه	عثمانؓ پر حضرت علیؓ کی فضیلت منقول
جمهور أهل السنة وهو	ہے اور صحیح جمہور اہلسنت ہی کی رائے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظاهر من قول ابي حنيفة رحمه على ما رتبه هنا وفق مراتب الخلافة (۱)

اور بظاہر امام صاحب کا قول بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے فضیلت کی ترتیب بیان مراتب خلافت کے موافق بیان فرمائی ہے۔

عقائد نسفی میں بھی خلفائے راشدین کے درمیان افضلیت کی یہی ترتیب بیان کی گئی ہے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شارح عقائد نسفی لکھتے ہیں :۔

على هذا الترتيب وجدنا السلف والظن انه لو لم يكن لهم دليل على ذلك لما حكموا بذلك "

ہم نے سلف کو اسی ترتیب کے قائل پایا ہے۔ اور ظاہر یہی ہے کہ اگر ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ ہوتی تو وہ کبھی اس کا حکم نہ کرتے

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ افراط کی حد تک اہل بیت سے محبت رکھتے تھے، اس لیے انہوں نے سلف کے اس قول سے کہ اہل سنت کی دو علامتیں ہیں، شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی افضلیت کا عقیدہ رکھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو داماد (علیؓ و عثمانؓ) سے محبت رکھنا، یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ سلف حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے درمیان افضلیت کے قول سے توقف کرتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں :۔

وكان السلف كانوا متوقفين في تفضيل عثمانؓ على عليؓ حيث جعلوا من علامات السنة والجماعة

گویا سلف حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت دینے میں متوقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی

---

(۱) فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری۔ ص ۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفضیل الشیخین ومحبۃ الختنین۔

افضلیت کے عقیدہ کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو داماد (عثمانؓ وعلیؓ) کی محبت کو اہل سنت کی علامت قرار دیتے ہیں۔

یہ قول جس پر علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان افضلیت کا قول کرنے سے توقف کی بنیاد رکھی ہے، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ شاید اسی قول کی بنا پر غلط فہمی سے کسی نے امام صاحب کی طرف یہ بات منسوب کر دی ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کی فضیلت کے قائل تھے۔ حالانکہ نہ تو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقائد میں امام صاحب سے اس قسم کی کوئی بات نقل کی ہے اور نہ ہی بعد والوں میں سے کسی نے اس کی تصریح کی ہے چنانچہ امام ابن حزمؒ یا امام ابن تیمیہؒ اور امام نوویؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے ان لوگوں کے نام شمار کرتے ہوئے جو حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کی فضیلت یا توقف کے قائل ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ حضرت امام مالکؒ، حضرت خزیمہؒ اور کچھ دوسرے حضرات کے نام لیے ہیں لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذکر نہیں کیا، چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

قال بعض اهل السنة من اهل الكوفة بتقديم عليؓ على عثمانؓ والصحيح المشهور تقديم عثمانؓ۔

اہل کوفہ میں سے بعض اہل سنت حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ صحیح اور مشہور حضرت عثمانؓ کی افضلیت ہے۔

امام نوویؒ کے قول "بعض اہل کوفہ" سے حضرت سفیان ثوریؒ بھی مراد لیے جا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں، کیونکہ ان کی طرف بھی یہی بات منسوب ہے۔ لیکن انکا بھی اس سے رجوع ثابت ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

وذهب بعض السلف الى تقديم عليؓ على عثمانؓ قال به سفيانؒ الثوري ويقال انه رجع و قال به خزيمة وطائفة قبله وبعده .[1]

اور بعض سلف حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کی افضلیت کی طرف گئے ہیں چنانچہ سفیان ثوریؒ اسی کے قائل ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے رجوع کر لیا تھا اور حضرت خزیمہ بھی اسی کے قائل ہیں اور ان سے پہلے اور بعد بھی ایک جماعت اسی کی قائل رہی ہے

آگے متوقفین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

وقيل لا يفضل احدهما على الآخر قاله مالك في المدونة وتبعه جماعة منهم يحيى القطان ومن المتاخرين امام ابن حزم .[2]

اور بعض نے کہا ہے کہ دونوں حضرات (عثمانؓ و علیؓ) میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دی جائے گی۔ یہ بات امام مالکؒ نے مدونہ میں کہی ہے اور ایک جماعت نے انکی پیروی کی ہے۔ انہی میں سے یحییٰ قطان ہیں اور متاخرین میں سے امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ رحمۃ اللہ علیہ نے توقف کی نسبت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

(۱) فتح الباری۔ ج ۷۔ ص ۱۳ (۲) فتح الباری۔ ج ۷۔ ص ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں :-

واکثر علمائے اہل سنت برآن	اکثر علماء اہل سنت اس مسلک پر ہیں
اند کہ افضل بعد از شیخین عثمان رض	کہ حضرات شیخین رض کے بعد افضل ترین امت
است پس علی رض و مذہب ائمہ	حضرت عثمان رض ہیں اور ان کے بعد حضرت
اربعہ مجتہدین نیز ہمیں است و	علی مرتضیٰ۔ اور ائمہ اربعہ کا مذہب یہی
توقفے کہ در تفضیل عثمان رض از امام مالک	ہے اور بعض لوگوں نے جو امام مالک
نقل کردہ اند قاضی عیاض گفتہ کہ	سے افضلیت عثمان رض کے بارے میں توقف
از وی رجوع کردہ است از توقف بسوئے	نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق امام قاضی
تفضیل عثمان رض و قرطبی گفتہ است	عیاض مالکی رح کا بیان ہے کہ امام مالک نے
ہو الاصح ان شاء اللہ تعالیٰ	اس سے رجوع فرمایا تھا اور آخر الامر
	تفضیل عثمان کے قائل ہو گئے تھے اور
	علامہ قرطبی نے بھی اس کی تصدیق و تصحیح کی ہے۔

اسی طرح حافظ ابن حجر رح نے متاخرین میں سے امام ابن حزم رح کی طرف بھی توقف کی نسبت کی ہے۔ حالانکہ "الفصل" میں ابن حزم رح نے بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت عثمان رض حضرت علی رض سے افضل تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :-

اختلف الناس فيمن افضل عثمان رض	حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے
ام علي رضي الله عنهما والذي	بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ ان
يقع في نفوسنا دون ان نقطع	میں سے کون افضل ہے، عثمان رض یا علی رض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

به ولا نخطئ من خالفنا في ذلك وهو ان عثمانؓ افضل من عليؓ والله اعلم ؎

اور اس بارے میں جو بات ہمارے دل میں کھٹکتی ہے، بدوں اس کے کوئی قطعی فیصلہ دیں اور مخالفین کو خطا کار کہیں، پس وہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں۔ واللہ اعلم

آٹھواں مطلب

بات یہ چل رہی تھی کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان افضلیت کے قول سے توقف کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کسی نے غلط فہمی کی بنا پر کر دی ہے۔ اور اس کی بنیاد یا تو شراح حدیث کی عبارات بعض اہل کوفہ کا لفظ ہے یا ان کا یہ قول کہ اہل سنت کی علامات میں سے شیخینؓ کی افضلیت کا عقیدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو داماد حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما کی محبت ہے۔ بعض اہل کوفہ کا مصداق تو ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت سفیان ثوریؒ بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کی طرف بھی توقف کی نسبت ہے اور امام صاحب کے اس قول سے توقف پر استدلال کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان افضلیت کے اعتقاد کی بجائے ان دونوں کی محبت اہل سنت کی علامت بننے کی زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ قاتلین عثمان سے خون کا بدلہ نہ لینے کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کے عقیدتمند حضرت علیؓ سے بغض رکھنا شروع کر دیں اور اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ میں حضرت علیؓ کے عقیدتمند حضرت عثمانؓ سے بغض رکھنا شروع کر دیں۔ اسلئے کہا گیا کہ دونوں حضرات سے محبت رکھنا اہل سنت کی علامت ہے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

کیف وکتب الحنفیۃ مشحونۃ بان افضلیتھم علی ترتیب خلافتھم۔ [1]	یعنی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق توقف یا عدم تفاضل مابین حضرت عثمانؓ وعلیؓ کا خیال کیونکر قائم کیا جا سکتا ہے حالانکہ کتب حنفیہ اس تصریح سے بھری پڑی ہیں کہ انکی افضلیت علی ترتیب خلافت ہے

لیکن حضرت امام ابو حنیفہ سے اگر کوئی روایت اس قسم کی ہو بھی تو انکا ظاہر مذہب اس کے خلاف ہے چنانچہ شارح عقیدہ طحاویہ لکھتے ہیں:-

وقد روی عن ابی حنیفۃ تقدیم علیؓ علی عثمانؓ ولکن ظاھر مذھبہ تقدیم عثمانؓ علی علیؓ وعلی ھذا عامۃ اھل السنۃ [2]	حضرت امام ابو حنیفہؒ سے حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ پر فضیلت منقول ہے لیکن ان کا ظاہر مذہب عثمانؓ کی فضیلت ہے علیؓ پر اور عام اہل سنت کی بھی یہی رائے ہے۔

اس سے قبل خلفاء راشدین کی افضلیت پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

وترتیب الخلفاء الراشدین رضی اللہ علیھم اجمعین	فضیلت میں خلفائے راشدین کی ترتیب خلافت میں ترتیب کی طرح ہے اور حضرت

(۱)   (۲) شرح عقیدہ طحاویہ - ص ۴۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

في الفضل كترتيبهم في الخلافة ولابي بكر وعمر رضي الله عنهما من المزية

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مزید فضیلت ہے ۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام کے درمیان مفاضلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الامام ابو عبد الله المازري اختلف الناس في تفضيل بعض الصحابة على بعض فقالت طائفة لا تفاضل بل تمسك من ذلك وقال الجمهور بالتفضيل ثم اختلفوا فقال اهل السنة افضلهم ابو بكرؓ الصديق وقالت الخطابية افضلهم عمر بن الخطاب وقالت الراوندية افضلهم العباس وقالت الشيعة عليؓ

امام ابو عبداللہ مازری فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کو بعض پر فضیلت دینے میں لوگوں کا اختلاف ہے ۔ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ صحابہ کے درمیان کوئی تفاضل نہیں بلکہ اس معاملہ میں خاموش رہنا چاہیے اور جمہور تفضیل کے قائل ہیں پھر ان کا بھی آپس میں پھر اختلاف ہے ۔ اہلسنت کے نزدیک ابوبکرؓ افضل ہیں اور خطابیہ کے نزدیک عمرؓ بن خطاب اور راوندیہ کے نزدیک حضرت عباسؓ افضل ہیں اور شیعہ کے نزدیک حضرت علیؓ ۔

اختلاف نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

واتفق اهل السنة على ان افضلهم ابو بكرؓ ثم عمرؓ وقال بعض اهل السنة من

اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہؓ میں افضل ابوبکرؓ ہیں، پھر عمرؓ، جمہور نے کہا پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهل الكوفة بتقديم علي رضؓ على عثمان رضؓ و الصحيح المشهور تقديم عثمان رضؓ - قال ابو منصور البغدادي اصحابنا مجمعون على ان افضلهم الخلفاء الاربعة على الترتيب المذكور ثم تمام العشرة ثم اهل بدر ثم احد ثم بيعة الرضوان وممن له مزية اهل العقبتين من الانصار وكذلك السابقون الاولون وهم من صلى الى القبلتين في قول ابن المسيب وطائفة، وفي قول الشعبي اهل بيعة الرضوان وفي قول عطاء و محمد بن كعب اهل بدر (1)

اہلِ کوفہ میں سے بعض اہلِ سنت کا قول ہے کہ علیؓ عثمانؓ پر مقدم ہیں۔ ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ صحابہ کرام میں سے خلفاء اربعہ بترتیب خلافت افضل ہیں پھر عشرہ مبشرہ پھر اہلِ بدر پھر اُحد پھر اہلِ بیعت رضوان، انصار اہلِ العقبتین میں سے صاحبِ فضیلت اور ایسے ہی سابقین اولین اور ابن مسیب اور ایک جماعت کے قول کے مطابق یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی طرف نمازیں پڑھی ہیں اور شعبیؒ کے قول کے مطابق بیعت رضوان والے اور عطاءؒ اور محمد بن کعب کے قول کے مطابق اہلِ بدر،

اہلِ سنت کا یہ عقیدہ بخاری شریف کی بعض روایات سے ماخوذ ہے۔ حضرت

---

(1) شرح صحیح مسلم (نوویؒ) - ج ۲ - ص ۲۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان	ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض کو بعض سے خیر قرار دیتے تھے پس ہم سب سے پہلے ابوبکر کو خیر کہتے تھے پھر عمر کو پھر عثمان کو (رضی اللہ عنہم اجمعین)

ابن عمرؓ ہی کی ایک روایت میں ہے :-

کنا لا نعدل بابی بکرؓ احدا ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا نفاضل بینھم	نہیں برابر سمجھتے تھے ہم کسی کو ابوبکرؓ کے پھر عمرؓ کے پھر عثمانؓ کے پھر چھوڑ دیتے تھے صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو، پس نہیں مفاضلہ کرتے تھے ان کے درمیان۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دوسری روایت میں ہے :-

کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدہٗ ابوبکرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ۔	ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں کہا کرتے تھے کہ آپ کی امت میں سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ۔

طبرانی نے اس پر حسب ذیل مزید الفاظ روایت کیے ہیں :-

فیسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک فلا ینکرہ۔	پس آنحضرت صلی اللہ علیہ اسکو سنتے اور انکار نہ فرماتے۔

ابن عمرؓ ہی کی ایک روایت میں ہے :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كنا نقول اذا ذهب ابوبكرؓ وعمرؓ وعثمانؓ استوى الناس فيسمع النبي صلى الله عليه وسلم ذلك فلا ينكره

ہم کہا کرتے تھے کہ جب ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو لوگ برابر ہو جائیں گے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے اور انکار نہ فرماتے۔

شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ ان تمام روایات کو ذکر کرکے فرماتے ہیں:۔

وفي الحديث تقديم عثمانؓ بعد ابي بكرؓ وعمرؓ كما هو المشهور عند جمهور اهل السنة [1]

حدیث سے ابوبکر و عمر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ جمہور اہل سنت کے ہاں مشہور ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت پر علامہ ابن عبدالبرؒ نے کچھ اعتراضات کیے ہیں۔ حافظ علیہ الرحمۃ ان کے جوابات دینے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں۔

وذهب قوم الى ان افضل الصحابة من استشهد في حياة النبي صلى الله عليه وسلم وعين بعضهم منهم جعفرؓ بن ابي طالب ومنهم من ذهب الى العباسؓ وهو قول مرغوب عنه ليس قائله من

کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ صحابہ میں سے افضل وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں شہید ہو گئے ہیں اور ان میں سے بعض نے جعفر بن ابی طالب کی تعیین کی ہے۔ اور بعض حضرت عباس کی طرف

---

(۱) فتح الباری ۔ ج ۷ ۔ ص ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهل السنة بل ولا من اهل الايمان ومنهم من قال افضلهم مطلقا عمرؓ تمسكا بالحديث الآتی فی ترجمته فی المنام الذی فیه فی حق ابوبکرؓ "وفی نزعه ضعف" وهو تمسك [۱]	گئے ہیں (لیکن) یہ قول مرغوب عنہ ہے، اسکا قائل اہل سنت بلکہ اہل ایمان ہی سے نہیں۔ اور انہیں سے بعض نے کہا کہ افضل الصحابہ مطلقاً حضرت عمرؓ ہیں۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے اس خواب والی حدیث سے استدلال کیا ہے جسمیں حضرت ابوبکرؓ کے متعلق ہے کہ ابوبکرؓ کے ڈول کھینچنے میں ضعف تھا لیکن یہ نہایت بودہ استدلال ہے۔

آگے بیہقی کی کتاب "الاعتقاد" کے حوالے سے ابوثور کے واسطہ سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حسب ذیل ارشاد نقل کیا ہے۔

عن الشافعی انه قال اجمع الصحابة واتباعهم علی افضلیة ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان الله علیهم اجمعین	حضرت امام شافعیؒ سے منقول ہے، انہوں نے فرمایا کہ ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ کی افضلیت پر صحابہؓ وتابعینؒ کا اجماع ہے (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

حضرت محمدؒ بن الحنفیہؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے افضل کون ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ ابوبکرؓ۔ انہوں نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا عمرؓ۔ حافظ ابن حجرؒ اس کے تحت لکھتے ہیں :-

---

(۱) فتح الباری ۔ ج ۷ ۔ ص ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعقد الاجماع بآخرة بين اھل السنة ان ترتیبھم فی الفضل کترتیبھم فی الخلافة رضی اللہ عنھم اجمعین	تمام اہل سنت کا اجماع ہے کہ خلفاء کی ترتیب فضیلت میں خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔

اس کے بعد مفہم سے ابو العباس قرطبیؒ کے کلام کا خلاصہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فالمقطوع بہ بین اھل السنة بافضلیة ابی بکرؓ ثم عمرؓ ثم اختلفوا فیمن بعدھما فی الجمھور علی تقدیم عثمانؓ ومن مالکؒ التوقف والمسئلة اجتھادیة ومستندھا ان ھولاء الاربعة اختارھم اللہ تعالی لخلافة نبیة واقامة دینہ فیه فمنزلتھم عندہ بحسب ترتیبھم فی الخلافة (واللہ اعلم) [1]	اہل سنت کے درمیان قطعی عقیدہ ابوبکرؓ پھر عمرؓ کی افضیلت کا ہے۔ ان دونوں کے بعد افضل میں اختلاف ہے۔ جمہور حضرت عثمانؓ کی تقدیم پر ہیں اور امام مالکؒ سے توقف منقول ہے۔ بہرحال مسئلہ اجتہادی ہے۔ اسکا مستند یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چاروں کو اپنے نبی کی خلافت کے لیے چن لیا تھا۔ پس ان کا مرتبہ خلافت کی ترتیب پر ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہٗ اور چھ آدمیوں کی مجلسِ شوریٰ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ مقرر کر گئے تھے اس سے چار ارکان کی دستبرداری کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تمام اہل مدینہ

---

(۱) فتح الباری - ج ۷ - ص ۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں سے افضل اور احق بالخلافہ کے متعلق دریافت کرنے کا مفصل قصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم نهض عبد الرحمن بن عوف
رضي الله عنه يستشير الناس
فيهما ويجمع رأي المسلمين
برأي رؤس الناس وأقيادهم
جميعا وأشتاتا مثنى وفرادى
ومجتمعين سرا وجهرا حتى
خلص إلى النساء المخدرات
في حجابهن وحتى سأل
الولدان في المكاتب وحتى سأل
من يرد من الركبان والأعراب
إلى المدينة في مدة ثلاثة أيام
بلياليها فلم يجد اثنين يختلفان
في تقدم عثمانؓ بن عفان، إلا ما
ينقل عن عمار والمقداد أنهما
أشارا بعليؓ بن أبي طالب ثم
بايعا مع الناس [1]

پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت
عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے بارے میں
لوگوں سے مشورہ لینے لگے اور مسلمانوں کی آراء کو ان کے
سرداروں اور قائدین کی رائے کے ساتھ جمع کرتے گئے
اکٹھے اکٹھے الگ الگ دو دو اور اکٹھے
دو دو، ایک ایک اور مجتمع لوگوں سے
خفیہ و اعلانیہ مشورہ کیا حتیٰ کہ پردہ دار
عورتوں سے ان کے پردہ میں تنہائی میں جا
کر اور یہاں تک کہ بچوں سے مکاتب میں
سوال کیا اور سواروں اور اعراب سے جو
مدینہ آتے ان سے سوال کرتے، تین دن
رات اسی طرح کرتے رہے۔ پس دو آدمی
بھی ایسے نہیں پائے جو حضرت عثمانؓ کی
تقدیم میں مختلف ہوں مگر حضرت عمار
اور مقداد رضی اللہ عنہما سے جو منقول ہے
کہ انہوں نے حضرت علیؓ کا مشورہ دیا (لیکن)
پھر انہوں نے بھی لوگوں کے ساتھ حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی۔

---

(۱) البدایہ والنہایہ۔ ج ۷۔ ص ۱۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سطر بعد آگے فرماتے ہیں :-

او فلم یجد احداً یعدل بعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔	پس کوئی آدمی ایسا نہیں پایا جو حضرت عثمانؓ کے برابر ہو۔

بجائے خود امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کوئی کم شہادت نہیں۔ تاہم امام بخاریؒ نے بھی صحیح میں اس پورے قصہ کو الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اسمیں ہے کہ جب لوگ مقررہ وقت پر جمع ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا :-

اما بعد یا علیؓ انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارھم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسك سبیلاً ؎	اے علیؓ : میں نے لوگوں کے معاملہ میں غور کیا ، میں نے نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو عثمانؓ کے برابر سمجھتے ہوں ، پس تم اپنے اوپر ملامت کو راہ نہ دینا۔

عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں :-

المبحث الثالث والاربعون فی بیان ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء و المرسلین ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم اجمعین	تینتالیسواں مبحث اس بات میں کہ محمدی اولیاء میں سے انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ، پھر علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

---

(۱) شرح عقیدہ طحاویہ۔ ص ۴۲۹ ۔ صحیح بخاری ۔ ج ۲ ۔ ص ۱۰۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے فرماتے ہیں :-

وھذا الترتیب بین ھٰؤلاء الاربعۃ الخلفاء قطعی عند الشیخ ابی الحسن الاشعری ظنی عند القاضی ابی بکر الباقلانی (۱)

ان چار خلفاء کے درمیان یہ ترتیب شیخ ابو الحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے اور قاضی ابو بکر باقلانی کے نزدیک ظنی ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند جماعت از اکابر ائمہ کہ یکے از ایشان امام شافعی است قال الشیخ الامام ابو الحسن الاشعری ان تفضیل ابی بکر ثم عمر رضی اللہ عنہما علی بقیۃ الامۃ قطعی و تواتر عن علیؓ فی خلافتہ و کرسی مملکتہ و بین الجم الغفیر من شیعتہ ان ابا بکر و عمر افضل الامۃ (۲)

حضرات شیخین (سیدنا ابو بکرؓ و سیدنا عمرؓ) کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ کی ایک جماعت نے اسے نقل کیا ہے جن میں سے ایک امام شافعی بھی ہیں اور امام ابو الحسن اشعری نے فرمایا ہے کہ حضرت صدیق و فاروق کی افضلیت باقی تمام امت پر قطعی (غیر مشتبہ اور یقینی) ہے اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے طور پر ثابت ہے کہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خاص اپنے دار الخلافہ میں اور اپنے حمایتیوں کی کثیر جماعت

---

(۱) الیواقیت والجواہر ۔ ص ۲۲۱ (۲) دفتر دوم مکتوب ۱۵ ۔ ص ۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے اعلان فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بہترین امت ہیں۔

ایک مکتوب میں جس میں تمام ضروری عقائد تحریر فرما دیئے ہیں(۱) میں خلافت راشدہ اور خلفاء راشدین کے متعلق فرماتے ہیں۔

امام برحق و خلیفہ مطلق بعد از حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات حضرت ابوبکر صدیق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت عمر فاروق است رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت عثمان ذوالنورین است رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب است رضوان اللہ تعالیٰ علیہم و افضلیت ایشان بترتیب خلافت است افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است حضرت امیر کرم اللہ وجہہ میفرماید کسیکہ مرا بر ابی بکرؓ و عمرؓ فضل نہد مفتری است و او را تازیانہ زنم چنانکہ مفتری را بزنند

حضرت خاتم الانبیاء علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات کے بعد خلیفہ مطلق امام برحق حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان حضرات کی فضیلت بھی اسی ترتیب سے ہے یعنی سب سے بڑا درجہ حضرت صدیق اکبرؓ کا ہے، ان کے بعد فاروق اعظمؓ کا، ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کا بعد ازاں حضرت علی مرتضیٰؓ کا (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور شیخین کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع اور اتفاق سے ثابت ہے۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ پر فضیلت دیگا وہ مفتری ہے

---

(۱) دفتر دوم۔ مکتوب ۶۷۔ ص ۱۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میں اسکو کوڑوں کی سزا دوں گا جس طرح افترا کرنیوالوں کو دی جاتی ہے۔

شیخینؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں چونکہ بعض علماء سے توقف منقول ہے اسلیے اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اکثر علماء اہل سنت بر آنند کہ افضل بعد از شیخین عثمانؓ است پس علیؓ و مذہب ائمہ اربعہ مجتہدین نیز ہمیں است و توقف کہ در تفضیل عثمانؓ از امام مالکؒ نقل کردہ اند قاضی عیاض گفتہ کہ او رجوع کردہ است از توقف بسوئے تفضیل عثمانؓ و قرطبی گفتہ است ہو الاصح ان شاء اللہ تعالیٰ۔
سلہ

اکثر علماء اہل سنت اسی مسلک پر ہیں کہ حضرات شیخینؓ کے بعد افضل ترین امت حضرت عثمانؓ ہیں اور ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ اور ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے اور بعض لوگوں نے جو امام مالکؒ سے فضیلت عثمانؓ کے بارے میں توقف نقل کیا ہے اسکے متعلق امام قاضی عیاضؒ مالکی کا بیان ہے کہ امام مالک نے اس سے رجوع فرما لیا تھا اور آخر الامر فضیلت عثمان کے قائل ہو گئے تھے اور علامہ قرطبی نے بھی اسکی تصدیق و تصحیح کی ہے۔

"تذکرہ مجدد الف ثانی" میں مولانا نعمانی نے اس اقتباس کے بعد ابن تیمیہ کی کتاب "منہاج السنۃ" سے امام مالکؒ کا ایک قول نقل کیا ہے جسکے بعد فضیلت عثمانؓ کے بارے میں حضرت امام مالک کی طرف توقف یا سکوت کی نسبت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ فرماتے ہیں:-

لا اجعل من خاض فی دماء المسلمین — جو لوگ مسلمانوں کے خون خرابہ میں ملوث ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کمن لم یخض فیھا" اس کو میں ان کے برابر نہیں سمجھتا جو کہ محفوظ رہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ارشاد سے پیدا ہونے والے ایک شبہ کا جواب دیا ہے۔ اس شبہ اور اس کے جواب کا حاصل یہ ہے :-

"حضرت امام اعظمؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اہل سنت و جماعت کی علامات میں شیخینؓ کی فضیلت کا اعتقاد اور ختنین (حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ) سے محبت رکھنا بھی ہے۔"

فرماتے ہیں کہ "بادی النظر میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے مراتب میں شاید کوئی فرق نہیں ہے" اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"جن لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے انہوں نے حضرت امام کے اس ارشاد کی روح اور محل کو نہیں سمجھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اختلافات اور فتنے سوء اتفاق سے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ ہی کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے بعض لوگوں کو ان بزرگوں کی طرف سے بدظنی اور کدورت پیدا ہو سکتی ہے۔ حضرت امام نے اس صورتحال کو پیش نظر رکھتے ہوئے ختنین (حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ) کی محبت و مودت کو شعائر اہلسنت میں سے قرار دیا ہے اور اس جگہ ان ہر دو بزرگوں کے باہمی فرق مراتب سے نفیاً یا اثباتاً کوئی بحث یا اس کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔"

آخر میں حضرت مجددؒ صاحب فرماتے ہیں :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كيف وكتب الحنفية مشحونة بان افضليتهم على ترتيب خلافتهم

اھ

یعنی اور بھلا حضرت امام اعظم کے متعلق توقف یا عدم تفاضل ما بین حضرت عثمانؓ و علیؓ کا خیال کیونکر قائم کیا جا سکتا ہے حالانکہ کتب حنفیہ اس تصریح سے بھری پڑی ہیں کہ ان کی افضلیت علیٰ ترتیب خلافت ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

بالجملہ افضلیت شیخین یقینی است و افضلیت حضرت عثمان دون او ست اما احوط آنست کہ منکر فضلیت حضرت عثمان را بلکہ افضلیت شیخین را نیز حکم بکفر نکنیم و مبتدع و ضال دانیم

الحاصل حضرات شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمانؓ کی افضلیت اس سے کم درجہ کی تاہم زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ افضلیت عثمانؓ کے منکر بلکہ حضرات شیخین کی افضلیت کے منکر کو کافر نہ کہا جائے ہاں ہم اسکو صاحب بدعت اور گمراہ جانیں گے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں :-

و آنکہ ہمہ را برابر داند و فضل یکے بر دیگرے فضولی انگارد بو الفضول است، عجیب بو الفضول کہ اجماع اہل حق را فضولی داند

اور جو شخص کہ سب کے برابر جانے اور ان کے باہمی تفاضل اور فرق مراتب کو فضول سمجھے وہ خود احمق اور بو الفضول ہے اور عجیب احمق کہ تمام اہل حق کے اجماعی مسئلہ کو فضول کہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اما افضلية الخلفاء على ترتيب الخلافة فقد اشتهر عن ابن عمر بروايات فيها العدد والثقة

خلفاء راشدین کی فضیلت بترتیب خلافت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بروایات صحیحہ و معتبرہ حد شہرت کو پہنچ گئی ہے۔

ان تمام اقوال سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ میں سے بعض، بعض سے افضل ہیں اور خلفاء اربعہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین) بترتیب خلافت تمام امت سے افضل ہیں جس کا معنی یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مع صحابہ رضی اللہ عنہم تمام امت سے افضل ہیں اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان تفاضل سے توقف کرنے والا یا حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دینے والا بقول حافظ ابن حجرؒ اور جمہور سلف کے، بوالفضول اور اہلسنت سے خارج ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

یوں تو سارے صحابہؓ ہی فقہاء (دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے) اور ائمہ مقتدیٰ ہیں۔ ان کے اقوال و افعال، فتاویٰ اس لائق ہیں کہ ان کی حفاظت اور روایت کی جائے، دین کے سلسلہ میں جو کچھ ان سے منقول ہے وہ سب فقہ اور دین ہے، لیکن یہاں فقیہ سے خاص اصطلاحی مراد ہے یعنی مجتہد کے ہم معنی ہے۔ اس اعتبار سے معدودے چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین "فقیہ" ہیں۔ چنانچہ علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ نے علم الدین شوذری کی "ایقاظ الہمم" کے حوالے سے علامہ سندی رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا ہے جو ذیل میں درج ہے :-

نعم إن الصحابة ما كانوا كلهم مجتهدين على اصطلاح العلماء فإن فيهم القروي والبدوي ومن سمع منه صلى الله عليه وسلم حديثا واحدا او صحبه مرة [1]

یہ بات طے شدہ ہے کہ سارے صحابہ کرامؓ علماء کی اصطلاح کے مطابق مجتہد نہیں تھے کیونکہ بعض ان میں سے دیہاتی اور بدوی تھے اور بعض وہ جنہوں نے آپ سے صرف ایک ہی حدیث سنی یا ایک مرتبہ ہی آپ سے ملاقات کی۔

---

(۱) قواعد التحدیث۔ ص ۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء صحابہؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے حسب ذیل عنوان کے تحت چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی ذکر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں :۔

ذکر من کان یفتی بالمدینۃ ویقتدی بہ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعد ذلک والی من انتھی علمھم [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے ان حضرات کا ذکر جو آپ کے زمانہ میں اور اس کے بعد فتویٰ دیا کرتے تھے اور ان کی اقتدا کی جاتی تھی اور جن کی طرف ان کا سب کا علم منتہی ہوا۔

اس کے بعد حسب ذیل حضرات کے اسماء گرامی ذکر کیے ہیں :۔

(۱) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (۳) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۴) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ (۵) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۶) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۷) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (۸) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (۹) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۱۰) عثمان رضی اللہ عنہ (۱۱) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (۱۲) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (۱۳) حذیفہ رضی اللہ عنہ (۱۴) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۱۵) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (۱۶) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسی عنوان کے تحت یہی اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں

---

(۱) طبقات ابن سعد - ج ۲ - ص ۳۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالباً انہوں نے اس میں "ابنِ سعد" ہی کی اقتداء کی ہے ۔ ؎۱

امام ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۰ سے زائد فقہاء و صحابہ کرامؓ اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کیا ہے ۔ جن میں سے بعض مکثرین ہیں اور بعض مقل اور بعض متوسط مکثرین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

وکان المکثرون منهم سبعة عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وعبد الله بن مسعود وعائشة ام المؤمنین وزید بن ثابت وعبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر رضوان الله علیهم اجمعین ؎۲

اور ان (صحابہ کرامؓ) میں سے بکثرت جن کے فتاویٰ منقول ہیں ۔ وہ سات ہیں ۔ عمر بن خطابؓ ، علی بن ابی طالبؓ ، عبداللہ بن مسعودؓ ، عائشہ امّ المؤمنینؓ ، زید بن ثابتؓ ، عبداللہ بن عباسؓ ، عبداللہ بن عمرؓ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

امام ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

ویمکن ان یجمع من فتویٰ کل واحد منهم سفر ضخم ؎۳

یعنی ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ سے ایک بڑا دفتر جمع کیا جا سکتا ہے ۔

آگے متوسطین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

قال ابو محمد : والمتوسطون منهم فیما روی عنهم من الفتیا ابوبکر الصدیق وام سلمة

امام ابو محمد بن حزم فرماتے ہیں ۔ اور ان (صحابہ کرامؓ) میں سے وہ حضرات جو منقول فتاویٰ کے اعتبار سے متوسط

---

(۱) تلقیح فہوم اہل الاثر - ص ۳۲۵ (۲) اعلام الموقعین - ج ۱ - ص ۵
(۳) ایضاً ، قواعد التحدیث - ص ۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانس بن مالك وابو سعيد، الخدري وابو هريرة وعثمان بن عفان وعبد الله بن عمرو بن العاص وعبد الله بن الزبير وابو موسى الاشعري وسعد بن ابي وقاص وسلمان الفارسي وجابر بن عبد الله ومعاذ بن جبل وهؤلاء الثلاثة عشر يمكن ان يجمع من فتيا كل واحد منهم جزء صغير جدا (۱)

ہیں۔ ابوبکر صدیق، ام سلمہ، انس بن مالک، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، عثمان بن عفان، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن زبیر، ابوموسیٰ اشعری، سعد بن ابی وقاص، سلمان فارسی، جابر بن عبداللہ، معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم اجمعین) یہ تیرہ حضرات ہیں، ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ سے ایک نہایت چھوٹا جزء جمع کیا جا سکتا ہے۔

آگے چند صحابہ کرام کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان حضرات کو بھی متوسطین میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (۲) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ (۵) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ (۶) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ (۷) معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

آگے کئی صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں علامہ جمال الدین قاسمی کی تصریح کے مطابق ان کی تعداد ایک سو بیس کے قریب ہے۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں:-

(۱) اعلام الموقعین۔ ج ۱۔ ص ۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والباقون منهم يقلون في الفتيا لا يروى عن الواحد منهم الا المسئلة والمسئلتان والزيادة اليسيرة على ذلك يمكن ان يجمع من فتيا جميعهم جزء صغير فقط بعد التقصي والبحث [1]

اور باقی ان میں سے فتویٰ میں کم ہیں ان میں سے ہر ایک سے ایک، دو یا کچھ زائد مسائل منقول ہیں، چھان بین کے بعد مشکل ان کے فتاویٰ سے ایک چھوٹا جزء جمع کیا جا سکتا ہے۔

اوپر جن صحابہ کرام کا ذکر مکثرین میں کیا گیا ہے کہ علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حزم سے ان کے متعلق "اکثرہم فتویٰ مطلقاً" کے الفاظ نقل کیے ہیں [2]

تنقیح بحث

امام ابن سعد رحمہ اللہ اور امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے جن فقہاء صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے۔ غالباً وہ انہی صحابہ کرام کو ذکر کرنا چاہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں صاحب فتویٰ شمار ہوتے تھے اور دوسرے صحابہ آنحضرت کے حکم سے یا از خود درپیش مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے جیسا کہ ان کے ترجمہ اور عنوان ہی سے واضح ہوتا ہے اسی لیے ان میں بعض صغار صحابہ کرام کا (جو بعد میں کثیر الفتاویٰ مشہور ہوئے) ذکر نہیں ہے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رض اور حضرت عبداللہ بن عمر رض، اور اسی لیے ان میں کثیر الفتاویٰ اور قلیل الفتاویٰ کا فرق

(۱) اعلام الموقعین - ج ۱ - ص ۵ (۲) قواعد التحدیث - ص ۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ البتہ امام ابن قیم اور علامہ جمال الدین قاسمی رحمہما اللہ نے امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ سے فقہاء صحابۂ کرام کی جو تقسیم نقل کی ہے وہ بہت دلنشیں ہے لیکن حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے قول " والذین حفظت عنھم الفتویٰ " اور حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے قول " والمتوسطون منھم فیما روی عنھم من الفتیا " سے معلوم ہوتا ہے کہ مکثر، مقل اور متوسط کی یہ تقسیم ان فتاوی کے اعتبار سے ہے جو نقل ہو کر بعد میں آنے والوں تک پہنچے، اسی اعتبار سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

لیس احدٌ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یروی عنه فی الفتوی اکثر من ابن عباس[1]	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ میں سے کسی سے ابن عباسؓ سے زیادہ فتاویٰ منقول نہیں ہیں۔

لیکن فی الواقع جو صحابۂ کرام تمام صحابہؓ سے اعلم اور افقہ ہیں امام مسروق تابعیؒ کی روایت کے مطابق وہ چھ ہیں۔ پھر ان میں سے بھی بالخصوص دو حضرات، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

وجدت علم اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم انتھی الی ستة۔ عمر و علی و ابی و زید و ابی الدرداء و عبداللہ	میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا علم چھ حضرات کیطرف منتہی ہوتا تھا۔ عمر، علی، ابی بن کعب زید بن ثابت، ابوالدرداء، عبداللہ

(۱) مقدمہ ابن صلاح۔ ص ۲۶۲ طبع جدید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مسعود ، ثم انتھی علم ھولاء الستۃ الی ثنتین علی وعبداللہ (رضی اللہ عنھم اجمعین) [1]	بن مسعود۔ پھر ان چھ کا علم دو حضرات کی طرف منتہی ہوتا تھا۔ علیؓ اور عبداللہؓ بن مسعود

اور امام مسروق ہی سے دوسری روایت میں حضرت ابوالدرداء کی بجائے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ [2]

اور حضرت مسورؓ بن مخرمہ کی روایت میں، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بجائے حضرت عثمانؓ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ [3]

تینوں روایتوں کو جمع کرنے سے نو صحابہ کرامؓ عَلَم ہوئے اور حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف ان کے علم کے منتہی ہونے کے معنی بقول علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہیں کہ ان دو حضرات کا علم اپنی وسعت کی بنا پر باقی تمام صحابہؓ کے علم کو شامل تھا۔ [4]

ان نو حضرات کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی شریک کر لیا جائے بلکہ سرفہرست رکھا جائے، کیونکہ خلیفہ کے لیے مجتہد ہونا شرط ہے اگرچہ کوئی زیادہ مقدار میں ان کے فتاویٰ ہم تک نہیں پہنچے۔ اسی طرح حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی فقہا اور مجتہدین کی صفِ اول میں شمار کرنا چاہیے کیونکہ اولاً

---

(۱) طبقات ابن سعد۔ ج ۲۔ ص ۳۵۱، اعلام الموقعین۔ ج ۱۔ ص ۱۶، مقدمہ ابن صلاح ص ۲۹۷ طبع جدید (۲) مقدمہ ابن صلاح۔ ص ۲۹۷ طبع جدید، طبقات ابن سعد۔ ج ۲۔ ص ۳۵۱
(۳) طبقات ابن سعد۔ ج ۲۔ ص ۳۵۱ (۴) فتح المغیث۔ ج ۴۔ ص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ دونوں حضرات کثیر الفتاوی صحابہ کرامؓ میں شمار ہوتے ہیں ثانیاً اس لیے کہ وہ چار صحابہ کرام جن کے شاگردوں کے ذریعہ امت کو دین، فقہ اور علم پہنچا ان میں یہ دونوں حضرات بھی ہیں چنانچہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

والدين والفقه والعلم انتشر في الامة عن اصحاب ابن مسعودؓ واصحاب زيدؓ بن ثابت واصحاب عبد الله بن عمرؓ واصحاب عبد الله بن عباسؓ [1]

امت میں دین، فقہ اور علم، عبداللہ بن مسعودؓ اور زیدؓ بن ثابت اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے شاگردوں کے ذریعے پھیلا اور عام ہوا۔

ان ہی اعلم اور افقہ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں چنانچہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

واما عائشة فكانت مقدمة في العلم والفرائض والاحكام والحلال والحرام۔ [2]

لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم، فرائض، احکام اور حلال وحرام کے مسائل میں پیش پیش ہیں۔

لیکن حضرت عمرؓ۔ وہ تو علی الاطلاق تمام صحابہؓ سے اعلم وافقہ ہیں۔ کیونکہ متعدد بار وحی الٰہی نے ان کی رائے سے موافقت کی جس سے ان کا افقہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ والا خواب جس میں حضرت عمرؓ نے سب سے زیادہ دودھ پیا۔ یہاں تک کہ باچھوں اور ناک سے بہنے لگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر علم سے فرمائی۔ یہ باتیں حدیث کے طالب علموں سے مخفی نہیں

---

(۱) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۹ (۲) ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ سب صحابہؓ سے اعلم واتقہ ہیں اور ان کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ کے متعلق دین کے بعض مخصوص شعبوں میں اعلم ہونے کا اطلاق وارد ہوا ہے۔ مثلاً حضرت حذیفہؓ کے متعلق ہے اعلم بالمنافقین اور حضرت عثمانؓ کے متعلق ہے اعلم بالمناسک، اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق ہے اعلم بالفرائض، اور معاذ بن جبل کے متعلق ہے اعلم بالحلال والحرام۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالتِ صحابہ کرام

الصحابة كلهم عدول

عدالتِ صحابہؓ کا مسئلہ عدالت راوی اور عدالت شاہد (گواہ) کی فرع ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ دینِ حق کے راوی بھی ہیں اور شاہد بھی۔ جیسے راوی اور شاہد کی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عادل ہونا بھی ضروری ہے اور امت کو اسکا عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے۔

عدالت کے معنی میں علماء کے اقوال

یہ اصطلاح فقہاء اور محدثین میں یکساں طور پر استعمال ہوتی ہے۔ فقہاء شہادت کے باب میں اور محدثین مقبول الروایۃ اور مردود الروایۃ کی بحث میں اسکے متعلق بحث کرتے ہیں اور راوی اور شاہد کے لیے اسکو شرط قرار دیتے ہیں اور اسمیں حق تعالیٰ کا ارشاد "واشهدوا ذوی منکم" اور "ممن ترضون من الشهداء" ہے جس کے معنی یہی ہیں کہ شاہد کو عادل اور پسندیدہ ہونا ضروری ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جسکا مفہوم تقریباً یہ ہے کہ "علم اسی سے حاصل کرو جس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت قبول کی جا سکتی ہے"۔ اس کے علاوہ فاسق کی خبر میں تحقیق اور توقف کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے محدثین راوی حدیث کے لیے اور فقہاء شاہد (گواہ) کے لیے عدالت کی شرط لگاتے ہیں۔ لہٰذا عادل کے وہی معنی معتبر ہوں گے جو فقہاء اور محدثین مراد لیتے ہیں اور اس معنی کے خلاف کوئی معنی مراد لینا "توجیہ القول بما لا یرضی به قائله" کے قبیل سے ہوگا۔ ذیل میں عدالت کے متعلق علماء کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں:۔

(۱) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

العدل في الشهادة الذي	شہادت میں عادل وہ ہے جس سے
لم تظهر منه ريبة	قلق کی کوئی بات ظاہر نہ ہو۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ "عدل" کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

من كان فيه خمس خصال	"عادل" وہ ہے جس میں پانچ خصلتیں ہوں
يشهد الجماعة ولا يشرب	نماز با جماعت ادا کرے یہ نبیذ نہ پیتا
هذا الشراب ولا تكون في	ہو، اس کے دین میں کوئی خرابی نہ ہو،
دينه خربة ولا يكذب ولا	جھوٹ نہ بولے اور اس کی عقل میں فتور نہ
يكون في عقله شيء.	ہو۔

(۳) سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ليس من شريف ولا عالم	کوئی شریف کوئی عالم، کوئی ذی سلطان
ولا ذي سلطان الا وفيه عيب	ایسا نہیں جس میں عیب نہ ہو، لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا بد ولکن من الناس من لا تذکر عیوبه من کان فضله اکثر من نقصه ذهب نقصه لفضله	کچھ لوگوں کے عیوب بیان نہیں کیے جاتے بس جس کی خوبیاں نقائص سے زیادہ ہوں اسکے نقائص خوبیوں کی وجہ سے کالعدم ہو جاتے ہیں۔

(۴) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

لا اعلم احدا اعطی طاعۃ اللہ حتی لم یخلطها بمعصیة اللہ الا یحیٰی بن زکریا علیہ السلام ولا عصی اللہ فلم یخلط بطاعة فاذا کان الاغلب الطاعة فهو المعدل واذا کان الاغلب المعصیة فهو المجرح ۔	میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں کہ جس کو اللہ کی اطاعت کی توفیق ملی ہو پھر اس نے اسمیں معصیت کی ملاوٹ نہ کردی ہو مگر یحییٰ علیہ السلام' اور ایسا بھی نہیں کہ اللہ کی نافرمانی ہی کرتا رہے اور اس میں اطاعت کی آمیزش نہ کرے' پس جب اطاعت غالب ہو گی عادل اور جب معصیت غالب ہو گی مجروح ہو گا۔

(۵) قاضی ابوبکر محمد بن الطیب رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت کے موضوع پر طویل تقریر کی ہے۔ ذیل میں اس کے بعض اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں :۔

والعدالة المطلوبة فی صفة الشاهد والمخبر هی العدالة الراجعة الی استقامة دینه وسلامة مذهبه وسلامته	وہ عدالت جو شاہد اور مخبر کی صفات میں مطلوب ہے وہ ہے جو استقامت دین سلامتی مذہب اور فسق وغیرہ اس کے قائم مقام یعنی دل ....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من الفسق وما يجري مجراه مما اتفق على انه مبطل للعدالة من افعال الجوارح والقلوب المنهي عنها

اور جوارح کے متفق علیہ مبطل عدالت منہی عنہ افعال سے سلامتی کی طرف راجح ہو۔

آگے فرماتے ہیں :۔

والواجب ان يقال جميع صفات العدالة انها اتباع اوامر الله تعالى والانتهاء عن ارتكاب ما نهي عنه مما يسقط العدالة

اور واجب یہ ہے کہ تمام صفات عدالت میں یہ کہا جائے کہ یہ اتباع اوامر اور مسقط عدالت منہی عنہ امور سے رکنے کا نام ہے۔

چند سطور کے بعد فرماتے ہیں :۔

وليس يكفيه في ذلك اجتناب كبائر الذنوب التي يسمي فاعلها فاسقا حتى يكون مع ذلك متوقيا لما يقول كثير من الناس انه لا يعلم انه كبير بل يجوز ان يكون صغيرا نحو الكذب الذي لا يقطع على انه كبير ونحو التطفيف بحبة وسرقة باذنجانة وغش المسلمين بما لا يقطع عندهم

عدالت کے باب میں آدمی کیلئے بس یہی کافی نہیں کہ وہ کبائر سے مجتنب رہے جن کے کرنے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے بلکہ اسکے ساتھ ان باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ معلوم نہیں کہ یہ کبیرہ ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ صغیرہ ہی ہوں جیسے وہ جھوٹ جس کے کبیرہ ہونے کا یقین نہیں اور جیسے ماپ تول میں قصداً ایک حبہ کی کمی کرنا اور باذنجان کا سرقہ اور مسلمانوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی انه کبیر من الذنوب لاجل
ان القاذورات وان لم یقطع
علی ارتکابها انها کبائر یستحق بها العقاب
فقد اتفق علی ان فاعلها غیر مقبول
الخبر والشهادة [1]

ایسا دھوکہ دینا جس کے متعلق یقین سے
نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ
برے کام اگرچہ انکے اس قسم کے کبیرہ ہونے کا یقین
نہ بھی ہو جو موجب عقاب ہوں تو بھی علماء کا اتفاق
ہے کہ ان کا فاعل غیر مقبول الخبر والشہادۃ ہوگا

(۶) امام حاکم نیساپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

واصل عدالة المحدث ان
یکون مسلماً لا یدعو الی بدعة
ولا یعلن من انواع المعاصی ما
تسقط به عدالته

محدث کے عادل ہونے کے معنی یہ ہیں، کہ
وہ مسلمان ہو، بدعت کی طرف دعوت نہ
دیتا ہو اور علانیہ ایسے گناہ نہ کرتا ہو جن سے
عدالت ساقط ہو جاتی ہے ۔

(۷) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

العدالة فی الروایة والشهادة
عبارة عن استقامة السیرة
فی الدین ویرجع حاصلها الی
هیئة راسخة فی النفس تحمل
علی ملازمة التقوی والمروءة
جمیعا..... ولا یکفی ایضاً اجتناب
الکبائر بل من الصغائر ما یرده

روایت اور شہادت میں عدالت،
دین میں استقامت سیرت سے عبارت ہے
اور اسکا اصل مرجع وہ کیفیت راسخہ
فی النفس ہے جو تقوے اور شرافت دونوں
کی پابندی پر برانگیختہ کرے ..... اور
صرف کبائر سے بچنا بھی کافی نہیں بلکہ بعض
صغائر سے بھی روایت و شہادت ردکر

(۱) کفایہ ۔ ص ۸۰، ۸۱

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كسرقة بصلة وتطفيف حبة قصدا ...... كيف وقد شرط في العدالة التوقي عن بعض المباحات القادحة في المروءة نحو الاكل في الطريق والبول في الشارع وصحبة الارذال والافراط المزاح ۔

له

دی جاتی ہے جیسے پیاز کی چوری اور ناپ تول میں قصداً حبہ کی کمی بیشی ...... صرف کبائر سے اجتناب کیسے کافی ہو سکتا ہے جبکہ بعض مباحات سے بچنا بھی جو مروت میں قادح ہوں عدالت میں شرط ہے ۔ جیسے راستے میں کھانا اور شاہراہ میں پیشاب کرنا، اور رذیل قسم کے لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنا اور مزاح میں حد سے گزر جانا۔

(۸) محقق ابن الہمام فرماتے ہیں :-

ادناها (اى العدالة) ترك الكبائر والاصرار على صغيرة و ترك ما يخل بالمروءة ۔

عدالت کا ادنیٰ درجہ کبائر کا ترک اور صغیرہ پر عدم اصرار اور مخل مروت امور کا ترک ہے ۔

عدالت کے باب میں ائمہ کے جو اقوال نقل کیے گئے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ تقویٰ ہی کا دوسرا نام عدالت ہے بلکہ بعض اقوال سے تو یہ معلوم ہوا کہ بلند ترین مراتب تقویٰ کا نام عدالت ہے جس کے مفہوم میں اجتناب کبائر کے ساتھ صغائر بلکہ بعض مخل مروت مباح باتوں سے اجتناب بھی داخل ہے اور بعض اقوال سے محقق[1] ابن الہمام کے الفاظ میں یہ معلوم ہوا کہ عدالت کا ادنیٰ درجہ کبائر سے اجتناب اور صغائر پر عدم اصرار اور مخل مروت امور کا ترک ہے ۔ روایت اور شہادت میں باتفاق محدثین

(۱) مقدمہ فتح الملہم ۔ ص ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی عدالت شرط ہے۔ ذیل میں ہم عدالت فی الروایۃ کے معنی پر اصول حدیث کی کتابوں سے مزید روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

علماءِ اصول کی اصطلاح

اصولِ حدیث کے مشہور عالم حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ راوی مقبول کی شرطیں بیان کرتے ہوئے ایک شرط، کہ "راوی کو عادل ہونا چاہیے" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وتفصیلہ ان یکون مسلماً بالغاً، عاقلاً، سالماً من اسباب الفسق وخوارم المروّۃ [1]	"عدالت کی تفصیل یہ ہے کہ راوی مسلمان، بالغ، عاقل ہو، اسبابِ فسق اور خلافِ مروّت امور سے محفوظ ہو۔

علامہ عراقی، امام نووی، شیخ الاسلام ابن حجر وغیرہم رحمہم اللہ نے حافظ ابن صلاح کی اس تفسیر کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ "عادل" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

والمراد بالعدل من لہ ملکۃ تحملہ علی ملازمۃ التقوی والمروۃ والمراد بالتقوی اجتناب الاعمال السیئۃ من شرك او فسق او بدعۃ [2]	"عادل" سے مراد وہ آدمی جسے ایسی کیفیت راسخہ فی النفس حاصل ہو جو اسے تقویٰ اور شرافت کی پابندی پر برانگیختہ کرے اور تقویٰ سے مراد اعمالِ سیئہ شرک، فسق، بدعت وغیرہ سے اجتناب

شاہ ولی اللہ خلیفہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

---

(۱) مقدمہ ابن صلاح ص ۵۰ طبع جدید، فتح المغیث عراقی ج ۲ ص ، تقریب مع تدریب ص

(۲) شرح نخبہ ص ۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"واز آں جملہ آں است کہ عدل باشد یعنی مجتنب از کبائر غیر مصر بر صغائر و صاحب مروت باشد نہ ھرزہ گرد خلیع العذار"؎

منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ "عدل" ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنیوالا اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے والا ہو اور صاحب مروت ہو یعنی ہرزہ گرد اور وارستہ مزاج نہ ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "لمعات" کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

والعدالۃ ملکۃ فی الشخص تحملہ علی ملازمۃ التقوی والمروۃ

عدالت آدمی کے اندر وہ کیفیت راسخہ جو اسے تقویٰ و شرافت کی پابندی پر برانگیختہ کرے۔

آگے "تقویٰ" اور "مروت" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

والمراد بالتقوی اجتناب الاعمال السیئۃ من الشرك والفسق والبدعۃ وفی الاجتناب عن الصغیرۃ خلاف والمختار عدم اشتراطہ لخروجہ عن الطاقۃ الا الاصرار علیھا لکونہ کبیرۃ والمراد بالمروۃ التنزہ عن بعض الخسائس

تقویٰ سے مراد اعمال سیئہ شرک، فسق، بدعت وغیرہ سے اجتناب ہے اور صغیرہ سے اجتناب میں اختلاف ہے، اور مختار عدم اشتراط ہے اسکے طاقت بشریہ سے خارج ہونے کی وجہ سے مگر ان پر اصرار (سے اجتناب شرط ہے) کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور مروت سے مراد بعض ایسے خسائس و نقائص سے تنزہ ہو۔

---

(۳) ازالۃ الخفاء ۔ ج ۱ ۔ ص ۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والنقائص التي هي خلاف مقتضى الهمة والمروءة مثل بعض المباحات الدنية كالاكل والشرب في السوق، والبول في الطريق وامثال ذالك

ہمت و شرافت کے خلاف ہیں جیسے بعض گھٹیا قسم کی مباحات مثلاً بازاروں میں کھانا پینا اور راستے میں پیشاب کرنا وغیرہ۔

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ راوی یا شاہد کے عادل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ فاسق نہ ہو، گناہ کبیرہ کے ارتکاب اور صغائر پر اصرار سے اجتناب اور خلافِ مروت باتوں سے پرہیز کرنے والا ہو۔ عادل ہونے کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ روایت حدیث میں تعمداً جھوٹ بولنے سے اجتناب کرتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اصول حدیث کی کتب میں روایت حدیث میں جھوٹ کے علاوہ چند اسباب اور بھی ذکر کئے جاتے ہیں جو عدالت میں جرح کا موجب ہیں اور ان کا موصوف ساقط العدالت قرار پاتا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "نخبہ" میں اور ان کی اتباع میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ "اللمعات" میں حسب ذیل اسباب جو عدالت میں جرح کا موجب ہیں بیان فرمائے ہیں:-

(۱) کذب راوی یعنی روایت حدیث میں راوی کا جھوٹ بولنا

(۲) اتہام بالکذب یعنی عام گفتگو میں یا روایت حدیث میں راوی کا متہم بالکذب ہونا۔

(۳) فسق یعنی راوی کا کبائر کا مرتکب یا صغائر پر مصر ہونا۔

(۴) جہالت یعنی راوی کا مجہول العین یا مجہول الحال ہونا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) بدعت یعنی راوی کا عمل یا عقیدے کے اعتبار سے بدعتی ہونا۔ [1]
لہٰذا عادل ہونے کیلئے ان تمام اسباب جرح سے محفوظ ہونا ضروری ہے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ چند کبائر کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

كل من ثبت عليه فعل شيء من هذه الكبائر المذكورة او ما كان بسبيلها كشرب الخمر واللواطة ونحوهما فعدالته ساقطة وخبره مردود حتى يتوب وكذلك اذا ثبت عليه ملازمته لفعل المعاصي التي لا يقطع على انها من الكبائر وادامته السخف والخلاعة والمجون في امر الدين

جس شخص پر ذکر کردہ ان کبائر یا ان جیسے گناہوں مثلاً شراب نوشی یا لواطت ثابت ہو جائے۔ اسکی عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور اسکی خبر مردود ہے حتیٰ کہ توبہ کرے اور ایسے ہی جب اس پر ایسے گناہوں پر اصرار ثابت ہو جائے جن کے کبیرہ ہونے پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح دین کے معاملہ میں سفاہت اور بے پرواہی کا اظہار اور بے لگام ہو جائے۔ [2]

تتمیم فائدہ کے لیے ان کبائر کا ذکر بھی کیا جاتا ہے اور وہ حسب ذیل ہیں:-
(۱) شرک باللہ (۲) سحر (۳) قتل نفس (۴) اکل ربوا یعنی سود خوری (۵) اکل مال یتیم (۶) تولی یوم الزحف (میدان جنگ سے بھاگنا) (۷) قذف محصنہ (پاکدامن مرد یا عورت کو تہمت لگانا) (۸) زنا کرنا خصوصاً ہمسایہ کی بیوی سے (۹) شرب

---

(۱) شرح نخبہ۔ ص ۵۸، مقدمہ اللمعات۔ ص ۲۷ (۲) کفایہ۔ ص ۱۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد الهجرة (ہجرت کے بعد بدویت اختیار کرنا) (۱۰) عقوق (نافرمانی) والدین (۱۱) والد پر سب وشتم کا سبب بننا (۱۲) شہادت زور (جھوٹی گواہی)

معلوم ہوا کہ عادل ہونے کیلئے ان تمام کبائر سے اجتناب ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کا بھی ارتکاب کیا تو عدالت ساقط ہو جائے گی۔

آخر میں امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کر کے بحث کو ختم کرتے ہیں۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

فلا خلاف في ان كل من جمع عدالة ومعصية فاطاع في قصة وصلى وصام وزكى وفسق في اخرى فزنى او شرب الخمر او اتى بكبيرة او جاهر بصغيرة فانه فاسق عند جميع الامة بلاخلاف ولا يقع عليه اسم العدل له

اسمیں اختلاف نہیں کہ جس نے عدالت اور معصیت دونوں کو جمع کر لیا پس ایک موقع پر اطاعت کی اور نماز، روزہ بجالایا اور زکوٰۃ ادا کی اور دوسرے موقع پر فسق کا ارتکاب کیا پس زنا کر لیا یا شراب پی لی یا کوئی اور کبیرہ گناہ کر لیا یا علانیہ صغیرہ کا ارتکاب کیا پس ایسا شخص بلا اختلاف پوری امت کے نزدیک فاسق ہے اور اسکو عادل نہیں کیا جا سکتا۔

آگے فرماتے ہیں:۔

ولو لم يفسق الا من تمحض الشر ولا يعمل شيا من الخير

اگر صرف ایسے ہی شخص کو فاسق قرار دیا جائے جو صرف شر ہی کا مرتکب ہے اور اس نے

(۱) احکام الاحکام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لما فسق مسلم ابدا لان توحيدہ خیر وفضل واحسان وبر	کوئی بھلائی نہیں کی تو کسی مسلمان کو بھی فاسق قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اسکی توحید بھی خیر، فضل، احسان اور بر ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بصراحت معلوم ہوگیا کہ عدالت اور فسق جمع نہیں ہو سکتے۔ فاسق صرف وہی نہیں جو سرتاپا فاسق ہو اور کبھی اس نے خیر کا کوئی کام نہ کیا ہو بلکہ کسی ایک موقع پر بھی موجب فسق امر کے ارتکاب سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اسکی عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ اس لیے عادل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ کبائر کے ارتکاب سے اجتناب کرے اور صغائر پر اصرار نہ کرے، بلکہ توبہ و استغفار کرے۔ ایسے ہی تمام ان امور سے پرہیز کرے جو خلاف مروت ہیں راوی حدیث اور شاہد (گواہ) کے عادل ہونے کے یہی معنی ہیں اور یہی معنی تمام صحابہ کرام کے عادل ہونے کے ہیں۔

الصحابة كلهم عدول

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب عادل (راست باز اور پاکباز) تھے۔ ان میں سے کوئی بھی فاسق نہیں تھا۔ وہ تمام آیات جن میں صحابہؓ کرام سے رضامندی اور ان کی مغفرت کا اعلان کیا گیا ہے، "عدالت صحابہؓ" کے بین دلائل ہیں۔ خصوصاً "سورۃ توبہ" اور "سورۃ بینہ" کی مندرجہ ذیل دو آیتیں۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والسابقون الاولون من	اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے
المهاجرين والانصار والذين	والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو
اتبعوهم باحسان رضی الله	ہوئے نیکی کے ساتھ، اللہ راضی ہوا ان سے
عنهم ورضوا عنه واعدلهم	اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے
جنات تجری من تحتها الانهار	ہیں ان کیواسطے باغ کہ بہتی ہیں نیچے انکے
خالدين فيها ابدا ذالك الفوز	نہریں۔ رہا کریں انہیں میں ہمیشہ یہی
العظيم (۱)	ہے بڑی کامیابی۔

اس آیت کریمہ میں بلا استثناء تمام صحابہ سے رضامندی اور ان کے جنتی ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ مہاجرین و انصار میں سے جو لوگ بیعت رضوان تک مسلمان ہو چکے تھے، اور کو "السابقون الاولون" سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور جو بیعت رضوان کے بعد مسلمان ہوئے ان کو "اتبعوهم باحسان" کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا ہے اور "احسان" کی قید احترازی نہیں بلکہ واقعی ہے یعنی ان لوگوں نے تہ دل سے سابقین اولین کی پیروی کی ہے پس ان سب سے رضامندی کا اعلان فرمایا گیا اور ان کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے:-

ان الذين آمنوا وعملوا	بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک
الصالحات اولائك هم خير البرية	کام کیے یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں
جزاؤهم عند ربهم جنت عدن	ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے
تجری من تحتها الانهار	کے بہشت ہیں۔ انکے نیچے نہریں بہتی ہونگی

(۱) سورۃ توبہ ع ۱۳ / ۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلدين فيها ابدا رضي الله عنهم و رضوا عنه ذلك لمن خشي ربه۔	وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے، یہ اس کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے

اس آیت کریمہ میں "ان الذین آمنوا" کے الفاظ اگرچہ عام ہیں لیکن اس کے اولین مخاطب صحابہ کرام ہیں۔ وہی "خیر البریۃ" کا اول مصداق ہیں اور "رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ" کی بشارت پوری طرح ان کے حق میں ہی صادق آتی ہے۔ الغرض ان دونوں آیتوں میں بلا تخصیص اور بلا استثناء تمام صحابہ کرام سے رضامندی کا اعلان فرمایا گیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

والرضی من الله صفة قديمة فلا يرضى الا من عبد علم انه يوافيه على موجبات الرضى و من رضي عنه لم يسخط عليه ابدا [1]	رضا اللہ کی صفت قدیمہ ہے پس اللہ تعالیٰ اسی آدمی کے متعلق رضامندی کا اظہار کرے گا جس کے متعلق اسے معلوم ہے کہ موجبات رضا پر پورا اترے گا اور جس سے ایک دفعہ وہ راضی ہو گیا کبھی اس پر ناراض نہ ہو گا۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ یہ اللہ کی جانب سے، ان حضرات سے رضامندی کی خبر ہے اور اخبار الٰہیہ میں کذب اور تخلف کا احتمال نہیں۔ لہٰذا یقیناً اللہ تعالےٰ ان میں سے ایک ایک سے راضی ہو چکا ہے اور رضا ہی کا دوسرا نام تعدیل ہے۔ چنانچہ

---

(۱) الصارم المسلول۔ ص ۵۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ " ممن ترضون من الشھداء " کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی من العدول المرتضیٰ دینھم وصلاحھم ؎۱
یعنی ایسے عادل (گواہ) جن کا دین اور صلاحیت پسندیدہ ہو۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ "ممن ترضون من الشھداء" ومرضی بودن مفسر بعدالت است ؎۲
یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گواہوں کا مرضی (پسندیدہ) ہونا بتایا ہے اور مرضی (پسندیدہ) ہونے کی تفسیر عدالت کے ساتھ کی جاتی ہے۔

نیز آیات تزکیہ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک منصب "تزکیہ نفوس" (دلوں کی صفائی) بتایا گیا ہے۔ "عدالت صحابہؓ" کے واضح دلائل ہیں۔ چنانچہ ان میں سے "سورۃ آل عمران" اور "سورۃ محمد" کی مندرجہ ذیل دو آیتیں صحابہ کرامؓ کے تزکیہ و تعدیل میں نص صریح ہیں :۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانو من قبل لفی ضلل مبین ؎۳
اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو انہیں میں سے رسول بھیجا، ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

---

(۱) تفسیر طبری (۲) ازالۃ الخفاء۔ ص ۲۰ (۳) سورۃ آل عمران ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالے نے مومنین پر احسان جتایا ہے کہ ان میں ایسا رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیات کی تلاوت اور تعلیم کتاب و حکمت کے علاوہ تزکیہ نفوس بھی کرتا ہے یعنی ان کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرتا ہے، اور امتنان اسی وقت درست ہوگا جبکہ فی الواقع تزکیہ ہو چکا ہو اسی لیے پہلی حالت کے ساتھ تقابل کرتے ہوئے فرمایا ہے " وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین" اور تقابل اسی وقت ہو سکتا ہے جب پہلی حالت کلیتہً تبدیل ہو چکی ہو۔

آیت میں " مومنین" کا لفظ اگرچہ عام ہے۔ لیکن " القرآن یفسر بعضہ بعضاً" کے اصول کے پیشِ نظر اس سے صحابہ کرام ہی مراد ہیں۔ کیونکہ " سورۃ جمعہ" والی آیت میں " الامیین" کا لفظ ہے اور " امیین" سے عرب کے لوگ مراد ہیں اور ان میں سب سے پہلے مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے :-

هو الذی بعث فی الامیین	وہی جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے
رسولا منهم یتلوا علیهم	ایک رسول بھیجا جو ان پہ اسکی آیتیں
ایته و یزکیهم و یعلمهم	پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے
الکتاب والحکمته وان کانوا من	اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بیشک
قبل لفی ضلل مبین ؎	وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

ان دونوں آیتوں کے مفہوم سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرائض "تزکیۂ نفوس، تلاوت آیات، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت" میں سے

---

(۱) سورۃ جمعہ پ۲۸ ع۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تزکیہ نفوس بھی ہے ۔ اگر باقی تین فرائض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتمام وکمال سرانجام دیا ہے (اور یقیناً دیا ہے) تو تزکیہ نفوس کے فریضہ کو بھی بتمام وکمال سرانجام دیا ہے ۔ اسمیں کسی کی تخصیص یا استثناء نہیں ۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ مزکّٰی و معدل تھے ۔ سورۃ حجرات کی ایک آیت میں ہے :۔

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان	ولیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت
وزینه فی قلوبکم وکره الیکم	ڈالدی ہے اور اسکو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے
الکفر والفسوق والعصیان	اور تمہارے دلمیں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت
اولئك هم الراشدون [1]	ڈالدی ہے ، یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایمان صحابہ کرامؓ کے دلوں میں گھر کر گیا تھا، اور کفر، فسوق (کبیرہ گناہ) اور عصیان (مطلق گناہ) سے ان کو شدید نفرت تھی اور جس کو کسی چیز سے نفرت ہو وہ اس سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے ، جس کا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرامؓ تا بحدامکان کبیرہ اور صغیرہ ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب کیا کرتے تھے ۔ اسی کا نام " عدالت " ہے جیسا کہ علماء اصول کی عبارتوں سے معلوم ہوا اسی لیے ان آیات اور ان کے علاوہ دیگر بے شمار آیات و احادیث جن میں صحابہ کرامؓ کی توصیف فرمائی گئی ہے ، کی بنا پر تقریباً اہل سنت کا اجماعی عقیدہ بن گیا ہے کہ صحابہ سب کے سب عادل (راست باز اور پاکباز) تھے ۔ کوئی بھی انمیں سے فاسق نہیں تھا ۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

فهم خیر القرون وخیر امة — پس صحابہ کرامؓ بہترین لوگ اور بہترین

(۱) سورۃ حجرات پ ۲۶ ع ۱

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخرجت للناس ثبت عدالة جميعهم بثناء الله عز وجل عليهم وثناء رسوله عليه السلام ولا اعدل ممن ارتضاه الله بصحبة نبيه ونصرته ولا تزكية افضل من ذلك ولا تعديل اكمل منه [۱]

امت ہیں جو لوگوں کی اصلاح کے لیے نکالی گئی ہے، ان سب کی عدالت اللہ و رسولؐ کے ان کی تعریف کرنے سے ثابت ہے اور کوئی شخص اس سے زیادہ عادل نہیں ہو سکتا جس کو اللہ نے اپنے نبی کی صحبت اور نصرت کے لیے چن لیا ہو، کوئی تزکیہ اور کوئی تعدیل اس سے بڑھ کر اور بہتر نہیں۔

امام ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

والصحابة يشاركون سائر الرواة في جميع ذلك الا في الجرح والتعديل فانهم كلهم عدول لا يتطرق اليهم الجرح لان الله عز وجل ورسوله زكياهم وعدلاهم [۲]

صحابہ کرامؓ تمام راویوں کے ساتھ تمام باتوں میں شریک ہیں مگر جرح اور تعدیل میں نہیں کیونکہ وہ سب کے سب عادل اور ثقہ ہیں ان کی طرف جرح نہیں جا سکتا کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کی پاکبازی اور تعدیل فرمائی ہے۔

خطیب علیہ الرحمۃ نے "الکفایۃ" میں عدالت صحابہ کے موضوع پر بہت عمدہ کلام فرمایا ہے۔ اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعديل الله لهم واخباره عن

صحابہ کرامؓ کی عدالت، اللہ کی تعدیل اور نص قرآنی میں ان کی طہارت کی خبر

---

(۱) مقدمہ استیعاب ص ۲ (۲) اسد الغابہ - ج ۱ - ص ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طهارتهم واختيارهم لهم في نص القرآن

دینے اور ان کو مختار بنانے سے ثابت ہوتی ہے

آگے متعدد آیات، احادیث متعلق عدالت صحابہؓ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وجميع ذلك يقتضي طهارة الصحابة والقطع على تعديلهم ونزاهتهم فلا يحتاج أحد منهم مع تعديل الله تعالى لهم المطلع على بواطنهم إلى تعديل أحد من الخلق له

یہ تمام آیات اور احادیث صحابہ کرام کی طہارت اور ان کی تعدیل اور نزاہت پر یقین رکھنے کا تقاضا کرتی ہیں۔ پس ان میں سے کوئی صحابیؓ اللہ کی تعدیل کے بعد جو ان کی باطنی کیفیات تک سے باخبر ہے کسی کی تعدیل کا محتاج نہیں ہے۔

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

لو لم يرد من الله عز وجل ورسوله فيهم شيء مما ذكرناه لأوجبت الحال التي كانوا عليها من الهجرة والجهاد والنصرة وبذل المهج والأموال وقتل الآباء والأولاد والمناصحة في الدين وقوة الإيمان واليقين القطع على

صحابہ کرامؓ کی تعدیل و توصیف میں اللہ اور رسول کے وہ ارشادات جو ہم نے ذکر کیے نہ بھی وارد ہوتے تو بھی وہ حالات جن پر وہ تھے یعنی ہجرت، جہاد، نصرت اور جان و مال کی قربانی، آباء اور اولاد کا قتل اور دینی خیر خواہی، قوت ایمان و یقین (یہ تمام چیزیں) ان کی عدالت پر یقین رکھنے اور ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالتهم والاعتقاد لنزاهتهم وانهم افضل من جميع المعدلين والمزكين الذين يجيئون من بعدهم ابد الآبدين

نزاہت کا اعتقاد رکھنا واجب قرار دیتی ہیں۔ بے شک وہ ابدالآباد تک پیچھے بعد آنے والے تمام عادل اور پاکباز لوگوں سے بہتر ہیں۔

آگے فرماتے ہیں:۔

هذا مذهب كافة العلماء ومن يعتد بقوله من الفقهاء (1)

تمام علماء اور معتبر فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اتفق اهل السنة على ان الجميع عدول ولم يخالف في ذلك الا شذوذ من المبتدعة وقد ذكر الخطيب في "الكفاية" فصلا نفيسا في ذلك (2)

اہلسنت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہؓ عادل ہیں۔ اور اسمیں چند بدعتیوں کے سوا کسی کا اختلاف نہیں اور خطیب نے "الکفایۃ" میں اسمیں (عدالت میں) عمدہ فصل ذکر کی ہے۔

آگے "الکفایۃ" سے وہ پوری فصل جس کا کچھ اقتباسات ابھی آپ نے ملاحظہ فرمائے ذکر کی ہے۔ محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

وقال السبكي والقول الفصل انا نقطع بعدالتهم من غير التفات الى هذيان الهاذين وزيغ

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ ہم ان (صحابہؓ) کی عدالت کا یقین رکھتے ہیں اور کجرو لوگوں

---

(1) الکفایہ - ص ۴۹ (2) مقدمہ اصابہ - ج ۱ - ص ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المبطلين وقد سلف اكتفاءنا في العدالة بتزكية الواحد فكيف بمن زكاهم علام الغيوب الذي لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في الارض ولا في السماء في غير آية و افضل خلق الله الذي عصمه الله من الخطائي الحركات و السكنات محمد صلى الله عليه وسلم في غير حديث

له

کی بکواس اور باطل پرستوں کی کج بحثیوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ ہم عدالت کے باب میں ایک آدمی کے تزکیہ پر اکتفا کر لیتے ہیں، پس ان حضرات کی عدالت کا کیسے یقین نہ کریں جن کا تذکرہ علام الغیوب نے متعدد آیات میں کیا ہے، جس کے علم سے زمین و آسمان میں ایک ذرہ مخفی نہیں اور جن کی تعدیل اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل، حرکات و سکنات میں معصوم ذات، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں کی ہے۔

مذکورہ بالا اقوالِ ائمہ سے معلوم ہوا کہ بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل تھے، ان میں سے کوئی بھی فاسق (کبائر پر جری اور صغائر پر اصرار کرنے والا) نہیں تھا۔

ایک اِنتباہ

بعض متاخرین علماء اس بات کے قائل ہیں کہ "الصحابة كلهم عدول"

---

(۱) تحریر الاصول - ج ۲ - ص ۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معنی صرف یہ ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں عادل تھے، ان میں سے کوئی بھی قصداً کسی غلط بات کی نسبت آپ کی طرف نہیں کرتا تھا بلکہ وہ آپ سے روایت کرنے میں جھوٹ سے کلی اجتناب کرتے تھے یہ بالکل درست ہے لیکن "الصحابۃ کلھم عدول" کے صرف یہی معنی مراد لینا اور پوری زندگی کے اعتبار سے ان کو عادل نہ سمجھنا بچند وجوہ غلط ہے۔

(۱) متقدمین میں سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں اور نہ ہی اصول کی کسی کتاب سے اس معنی کی تشاندہی کی جاسکتی ہے۔

(۲) سب سے پہلے قرآن کریم نے اور اس کے بعد فقہاء اور محدثین نے "عادل" کو فاسق کے مقابلہ میں استعمال کیا ہے، اور فاسق صرف روایت حدیث میں جھوٹ بولنے والے کو ہی نہیں کہتے بلکہ فسق کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ سے ہے لہٰذا عادل بھی اسی کو کہیں گے جو زندگی کے تمام شعبوں کے اعتبار سے عادل ہو۔

(۳) متقدمین میں سے جن لوگوں نے بھی عدالتِ صحابہ رضی پہ کلام کیا ہے، انہوں نے ان تمام آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے، جن میں "خیر امت" یا "امت وسط" یا "رضی اللہ عنہم" کے الفاظ یا صحابۂ کرام کے دوسرے فضائل و مناقب کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ صحابہؓ کا "خیر امت" یا "امتِ وسط" یا "مستحق رضائے الہیٰ" ہونا یا دوسرے فضائل و مناقب کے ساتھ موصوف ہونا صرف اس لیے نہیں تھا کہ وہ روایت حدیث میں جھوٹ نہیں بولتے تھے بلکہ پوری زندگی کے اعتبار سے تھا، اسی لیے پوری زندگی کے اعتبار سے وہ حضرات عادل تھے جبھی تو علماء نے فضائل و مناقب کی آیات و احادیث کے ساتھ ان کی عدالت پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال کیا ہے ورنہ اگر ان کے عادل ہونے کے یہی معنی ہوتے کہ وہ روایت حدیث میں جھوٹ نہیں بولتے تھے تو صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوتا کہ تاریخ شاہد ہے کہ کسی صحابیؓ نے کبھی کسی غلط بات کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی اور کبھی آپ سے روایت کرنے میں جھوٹ کا ارتکاب نہیں کیا۔

(۲) صحابہ کرامؓ کے عادل ہونے کے اگر یہی معنی ہوتے تو بعض اہل بدعت فرقے صحابہ کرامؓ میں اختلافات و تنازعات رونما ہونے کے بعد اختلافات میں حصہ لینے والے تمام صحابہؓ یا حضرت علیؓ کے مخالف صحابہؓ کی عدالت میں کیوں اختلاف کرتے جبکہ آج تک کسی صحابیؓ سے روایت حدیث میں جھوٹ ثابت نہیں۔

جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ "الصحابة كلهم عدول" کے یہ معنی ہیں کہ صحابہ کرامؓ روایت حدیث میں جھوٹ نہیں بولتے تھے اور آپ کی طرف کسی غلط بات کی نسبت نہیں کرتے تھے اور بس۔ انہیں دراصل غلطی لگی ہے ۔ ایسے تو متقدمین مثلاً ابن الانباری وغیرہ رحمۃ اللہ کا "الصحابة كلهم عدول" کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے "المراد قبول روایاتهم من غير تكلف البحث عن اسباب العدالة وطلب التزكية" کے الفاظ ہیں جن سے شبہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے عادل ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ان کی روایات اسباب عدالت سے بحث کیے بغیر قبول کی جائیں گی بس اسی سے یہ سمجھ لیا گیا کہ صحابہ کرامؓ کا عادل ہونا روایت حدیث کی حد تک ہے۔

حالانکہ بالکل واضح بات ہے کہ انکی روایات اسباب عدالت سے بحث کیے بغیر اسلیے قبول کی جائیں گی کہ ان کی عدالت کتاب و سنت کی نصوص سے ثابت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عدالت وہی جو روایت حدیث میں معتبر ہے، یعنی اجتناب کبائر و عدم اصرار بر صغائر اور خلاف مروت باتوں سے پرہیز تو پھر اسباب عدالت سے بحث کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ خود ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اس کی تصریح موجود ہے۔ فرماتے ہیں:-

الا ان یثبت ارتکابہ قادح و لم یثبت	الا یہ کہ کسی قادح کا ارتکاب ثابت ہو جائے اور یہ ثابت نہیں۔

یعنی یہ کہ صحابہ کرام سے کوئی قادح عدالت امر ثابت ہی نہیں۔

صحابہ کرام معصوم نہیں تھے

صحابہ کرام کامل تزکیۂ نفس اور طہارت باطنی کے باوجود بشر اور انسان ہی تھے اور ہر غیر نبی انسان غیر معصوم ہے کیونکہ معصوم وہ ہے جو گناہ یا غلطی کا شکار نہ ہو۔ حتیٰ کہ معصیت کا اندرونی اور خارجی اسباب کی بنا پر ان سے گناہ ہونا کا تصور ہی ناممکن ہو۔ خداوند قدوس خود ان کی حفاظت و صیانت کا ذمہ دار ہو۔ یہ درجہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے۔ جن کی ذات گرامی امت کے لیے منبع رشد و ہدایت و سعادت ہوتی ہے اور جن کی ذرا سی لغزش سے اقوام و ملل کی زندگی کا نظام تہ و بالا ہو سکتا ہے۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ "مفردات القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں:-

وعصمة الانبياء حفظه تعالى اياهم اولا بما خصهم به من صفاء الجواهر ثم بما	اور عصمت انبیاء سے مراد وہ نگرانی اور حفاظت ہے جو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ان کی ہوتی ہے۔ اولاً اس طرح کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاهم من الفضائل الجسمية والنفسية ثم بالنصرة وتثبت اقدامهم ثم بانزال السكينة عليهم و بحفظ قلوبهم و بالتوفيق قال تعالیٰ و الله يعصمك من الناس

ان کا مایۂ خمیر ہی طہارت و پاکیزگی کو بنا دیا جاتا ہے، پھر اس طرح کہ ان کو اعلیٰ جسمانی و نفسانی کمالات عطا فرمائے جاتے ہیں۔ پھر اس طرح کہ نازک مواقع پر نصرت خداوندی ان کی مدد کرتی ہے اور ان کے قدموں کو راہ حق سے ڈگمگانے نہیں دیا جاتا پھر اس طرح کہ ان کو ثبات باطنی، جمعیت قلبی اور توفیق خیر سے سرفراز فرمایا جاتا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے "واللہ یعصمک من الناس"

لیکن صحابہ کرامؓ سے بتقاضائے بشریت و عدم عصمت "عدول" ہونے کے باوجود معصیت کا صدور ممکن ہے۔ لیکن محض صدور معصیت منافی عدالت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض صدورِ معصیت عدالت کے منافی نہیں

ہم بیان کر چکے ہیں کہ روایت اور شہادت کے باب میں عدالت بمقابلہ فسق اور عادل بمقابلہ فاسق استعمال ہوتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ آیت "والذین یرمون المحصنٰت الی قولہ واولٰئک ھم الفسقون" کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت میں تین احکام ہیں، اور تیسرا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

الثالث ان یکون فاسقا لیس بعدل لا عند اللہ ولا عند الناس ¹	تیسرا یہ کہ (قاذف) فاسق ہو جائیگا، عادل نہیں رہے گا اور نہ اللہ کے ہاں، نہ لوگوں کے ہاں۔

اگر کسی عادل سے فسق کا صدور ہو جائے یعنی کوئی ایسا امر سرزد ہو جائے جو کہ موجب ہو تو اس سے ہمیشہ کے لیے اس کی عدالت ختم نہیں ہو جاتی، بلکہ اگر توبہ کرلے تو پہلے کی طرح عادل ہی سمجھا جائے گا اور اسکی عدالت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیت کے متصل اگلی آیت ہے:۔

الا الذین تابوا واصلحوا فان اللہ غفور الرحیم	مگر جنہوں نے توبہ اور اصلاح کر لی تو اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:۔

فالاستثناء عامل فی فسق باجماع ²	یعنی تمام علماء کے نزدیک توبہ سے فسق زائل ہو جائے گا۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر۔ ج ۳۔ ص ۲۶۴ (۲) تفسیر قرطبی۔ ج ۱۲۔ ص ۱۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطیب علیہ الرحمۃ ایسے امور کا ذکر کرنے کے بعد جن سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے فرماتے ہیں :-

كل من ثبت عليه فعل شيء من معدود الكبائر المذكورة او ما كان بسببها كشرب الخمر واللواطة ونحوها فعدالته ساقطة وخبره مردود حتى يتوب (۱)

جس کے متعلق ثابت ہو جائے کہ وہ ان کبائر یا ان جیسے دوسرے گناہوں مثلاً شراب نوشی، عمل قوم لوط وغیرہ کا مرتکب ہے، تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور اس کی خبر مردود ہوگی۔ یہاں تک کہ توبہ کر لے۔

اس استشہاد "حتی یتوب" کا لفظ بتا رہا ہے کہ اگر توبہ کر لے تو اس کی عدالت بھی بحال ہو جائے گی اور اس کی خبر بھی قبول کی جائیگی۔

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ پر شراب نوشی کے الزام اور ان پر (؟) حد کا [illegible] ہوتے ہوئے لکھتے ہیں :-

وليست الذنوب مسقطة للعدالة اذا وقعت منها التوبة (۲)

اور گناہ مسقط عدالت نہیں ہیں جبکہ ان سے توبہ کر لی جائے۔

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ مقبول الروایۃ اور مردود الروایۃ پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

التائب من الكذب في حديث الناس وغيره من

عام گفتگو میں جھوٹ اور دیگر اسباب فسق سے توبہ کرنے والے کی

---

(۱) کفایہ ۔ ص ۱۰۵ (۲) العواصم من القواصم ۔ ص ۹۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب الفسق تقبل روایتہ[1] روایت قبول کی جائے گی۔

علامہ عراقی، امام نووی اور علامہ سیوطی رحمہم اللہ نے حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں یہی لکھا ہے۔

مذکورہ بالا محدثین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اسباب فسق سے توبہ کر لینے کی صورت میں عدالت بحال ہو جاتی ہے اور بصورت دیگر آدمی فاسق، مردود الروایۃ والشہادۃ ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صدور معصیت

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے معصیت کا صدور صرف ممکن ہے، ضروری نہیں تاکہ اس موضوع سے متعلق تمام بے سرو پا تاریخی روایات کا ماننا ضروری ہو، کیونکہ بمقتضائے نفس کمال تزکیہ نفس اور فسوق و عصیان سے شدید نفرت کے باعث تمام حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معصیت کے ارتکاب سے اجتناب کرتے تھے۔ بمقتضائے بشریت اگر کبھی معصیت کا صدور ہو جاتا تو تزکیہ نفس اور فسوق و عصیان سے نفرت کی خدائی ضمانت کے طفیل اور آنحضرتﷺ کی صحبت کی برکت سے بہت جلد بلکہ فوراً توبہ کی توفیق ہو جاتی اور وہ سچے دل سے توبہ کر لیتے۔ یہ محض حسن عقیدت ہی نہیں بلکہ ارشاد ربانی "وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان" کا لازمی تقاضا ہے۔ اگر وہ بار بار ایک گناہ کرتے چلے جائیں یا ایک دفعہ کرنے کے بعد توبہ نہ

---

(۱) مقدمہ ص ۱۰۴ طبع جدید، فتح المغیث (عراقی) ج ۲ ص ۲۸، تقریب مع التدریب ص ۲۲۰، منہج ذوی النظر مع شرح منظومۃ علم الاثر ص ۱۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انہیں گناہ سے نفرت اور کراہت نہیں تھی اور قرآن نے (معاذ اللہ) یونہی ایک بات کہ ڈالی۔

بہر حال اگر کوئی غلطی ان سے سرزد ہوئی بھی ہے تو انہیں اسکی معافی مل چکی ہے کیونکہ اللہ ان سے رضامندی کا اظہار کر چکا ہے اور انہیں جنت کی بشارت دی جا چکی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں :-

وما قدر انه كان فيه ذنب من الذنوب لهم فهو مغفور لهم اما بتوبة اما بحسنات ماحية و اما بمصائب مكفرة واما بغير ذلك فانه قد قام الدليل الذى يجب القول بموجبه انهم من اهل الجنة فامتنع ان يفعلوا ما يوجب النار لا محالة (۱)	صحابہ کرام کیطرف منسوب لغزشوں میں سے جن کے متعلق فرض کر دیا گیا ہے کہ ان میں ان حضرات کا کچھ گناہ تھا، پس وہ انہیں معاف ہو چکی ہیں، یا تو توبہ کے ساتھ یا نیکیوں کے ساتھ جو گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، یا مصائب کے ساتھ جو گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں، یا اس کے علاوہ کسی اور طریق سے کیونکہ (اسکی) ایک ایسی دلیل قائم ہو چکی ہے جس کے موجب کا اقرار کرنا واجب ہے، وہ یہ کہ صحابہ کرامؓ جنتی ہیں، پس محال ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کر گذریں جو دوزخ کا موجب ہو

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

---

(۱) المنتقیٰ - ص ۲۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وما قدر من هذه الامور ذنبا محققا فان ذلك لا يقدح فيما علم من فضائلهم و سوابقهم وكونهم من اهل الجنة [۱]

ان لغزشوں میں جن کا سچ مچ گناہ ہونا تسلیم کر لیا گیا ہے وہ ان صحابہ کرامؓ کے فضائل اور سابقہ اعمالِ خیر اور جنتی ہونے میں قادح نہیں۔

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ "الاجوبۃ العراقیہ علی الاسئلۃ الایرانیۃ" میں عدالت صحابہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

انه ما مات من ابتلی منهم بفسق الا تائبا عدلا ببركة نور الصحبة

بے شک صحابہ کرامؓ میں سے جو شخص بھی کسی موجب فسق امر میں مبتلا ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور صحبت کی برکت سے توبہ کرکے عادل ہونے کی حالت میں فوت ہوا۔

آگے اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے کہ جب بعض صحابہ کرامؓ سے موجب فسق امر کا صدور ثابت ہے تو جب تک اسکی توبہ کا علم نہ ہو عدالت ثابت نہیں ہوگی فرماتے ہیں:-

انه لابد من ان يتوب ببركة الصحبة التي هي الاكسير الاعظم [۲]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اسکا توبہ کرنا ضروری ہے کیونکہ آپ کی صحبت اکسیر اعظم ہے۔

02186

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصۂ بحث

خلاصہ یہ کہ راوی حدیث اور شاہد (گواہ) کا عادل ہونا ضروری ہے۔ اور روایت و شہادت میں کوئی شخص اسی وقت عادل ہوگا جب کہ اپنی زندگی کے اعتبار سے عادل ہو یعنی کبائر سے اجتناب کرنے والا اور صغائر پر اصرار نہ کرنے والا اور خلاف مروت باتوں سے پرہیز کرنے والا ہو۔ جب کوئی دوسرا اس معنی کے اعتبار سے عادل ہو سکتا ہے، تو صحابہ کرام بدرجہ اولیٰ اس معنی کے اعتبار سے عادل ہو سکتے ہیں۔ پھر جبکہ ان سے دین جیسی گرانمایہ امانت کے اخذ میں ان پر جرح کرنا اور ان کے اندرونی حالات اور باہمی معاملات کی چھان بین کرنا جائز نہیں تو محض تاریخی روایات کی تحقیق و تنقیح کی مشق کے لیے ان پر جرح کرنا اور ان کے اندرونی حالات اور باہمی معاملات کی چھان بین کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جیسا کہ اس دور میں ہو رہا ہے۔

اگر غلط قسم کے تاریخی انتسابات سے صحابہ کرام کی صفائی پیش کرنے سے تاریخ کی صداقت مشکوک اور مجروح ہو جاتی ہے تو عدالت صحابہ کو مجروح کرنے والی تاریخی روایات سے پورا دین مشکوک اور بے اعتبار ہو کر رہ جاتا ہے اس لیے صحابہ کرام کا عادل اور فسوق و عصیان سے بری ہونا تو مسلّم ہے لیکن وہ تاریخی روایات جو ان کی طرف فسوق و عصیان یا خلاف مروت امور کی نسبت کرتی ہیں مردود اور ناقابل تسلیم ہیں۔ باقی تاریخ کا وہ حصہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاندار کارناموں سے متعلق ہے صحابہ کرامؓ کی بلند شان اسکی محتاج نہیں، ان کی شان اس سے کہیں اونچی ہے، پھر تاریخ کے اس حصہ کو صرف اس لیے مان لیتے ہیں کہ صحابہ کی شان کے یہی شایاں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاجرات صحابہؓ

مشاجرات سے مراد وہ اختلافات اور جنگیں ہیں جو حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرۃ عائشہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان رونما ہوئیں بعض لوگ دوسرے صحابہؓ کی عدالت کے تو قائل ہیں لیکن حضرت علیؓ کے مخالف صحابہؓ یا اختلافات میں حصہ لینے والے تمام صحابہ کرامؓ کی عدالت کے قائل نہیں اگرچہ اختلافات سے پہلے وہ ان کی عدالت کے بھی قائل نظر آتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ علماء امت کے نزدیک ان اختلافات کی جو شرعی حیثیت ہے اس کو بیان کیا جائے اور یہ کہ امت کے لیے اس مقام پر ادب کا کیا تقاضا ہے۔

چنانچہ ابن الہمام رحمہ اللہ علامہ سبکی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔

ونحن نسلم امرهم فيما	اور ہم ان کے آپس کے وقائع کو اللہ
جرى بينهم الى ربهم	تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ
جل وعلا ونبرأ الى الملك	کی بارگاہ میں ان لوگوں سے برأت پیش
سبحانه من يطعن فيهم	کرتے ہیں جو ان میں طعن کرتے ہیں اور ہم
ونعتقد ان الطاعن على ضلال	اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ
مبين وخسران مبين مع	عنہ امام حق تھے اور وہ مظلوم قتل ہوئے
اعتقاد فان الامام الحق	اور اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو ان کے قتل
كان عثمان وانه قتل مظلوماً	میں حصہ لینے سے محفوظ رکھا۔ ان کو قتل کرنے والا
وحمى الله الصحابةؓ من	بہت متعنت شیطان تھا کسی صحابی سے آپ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مباشرة قتله فالمتولي قتله كان
شيئا نامرية الا نحفظ عن
احد الرضا بقتله انما المحفوظ
الثابت من كل منهم انكاره ذلك
ثم كانت مسئلة الاخذ بالثار
اجتهادية رأى علي كرم الله وجهه
انه غير مصلحة ورأت عائشة
رضي الله عنها البدار مصلحة
وكل جرى على وفق اجتهاده
وهو ماجور ان شاء الله تعالى
ثم كان الامام الحق بعد ذلك
المؤمنين عليا كرم الله وجهه
وكان معاوية رضي الله عنه
متأولا هو وجماعته ومنهم
من قعد عن الفريقين واحجم
عن الطائفتين لما اشكل الامر
وكل عمل بما ادى اليه اجتهاده
وانكل عدول رضي الله عنهم
فهم نقلة هذا الدين و

قتل پر رضامندی ثابت نہیں ہے صحابہ
کرام سے ان پر انکار ہی ثابت ہے پھر
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا
مسئلہ اجتہادی تھا، حضرت علیؓ کی رائے
تھی کہ تاخیر میں مصلحت ہے اور حضرت
عائشہؓ کی رائے تھی کہ جلدی میں مصلحت ہے
اور ہر ایک اپنے اجتہاد پر عامل ہوا اور انشاء اللہ
وہ اجر پانے والے ہیں پھر امام حق بعد کی تصریح
حضرت عثمانؓ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
تھے اور حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت
تاویل کرنے والے تھے اور انہی میں سے
وہ لوگ تھے جو ہر فریق سے علیحدہ رہے
اور ہر طائفہ کے ساتھ پیشقدمی کرنے سے
رک گئے کیونکہ ان کو مسئلہ میں اشکال ہو
گیا تھا اور ہر ایک نے اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور
سبھی عادل ہیں یہی وہی اس دین کے
نقل کرنے والے اور اس کے اٹھانے
والے ہیں۔ انہیں کی تلواروں سے دین
غالب ہوا اور انہیں کی زبانوں سے پھیلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حملته الذین باسیافهم ظهر
بالسنتهم ننشرها و نتلوها
الای وقصصنا الاحادیث فی
تفضیلهم لطال الخطاب فهذه
کلمات من اعتقد خلافها کان
علی ضلال و بدعة فلیضمر
ذوالدین هذه الکلمات عقدا ثم
لیکف عما جری بینهم فتلک
طهر الله منها ایدینا فلا
نلوث بها السنتنا اه [1]

اگر ہم ان آیات کی تلاوت کریں اور ان
احادیث کو بیان کریں جو ان کی فضیلت
میں وارد ہوئی ہیں تو بہت زیادہ طول
ہو جائے پس یہ کلمات ایسے حقائق ہیں
کہ جو ان کے خلاف عقیدہ رکھے گا وہ
لغزش اور بدعت میں مبتلا ہے، دیندار
کو اس پر عقیدہ رکھنا چاہیے اور جو کچھ
ان میں واقعات پیش آئے ان سے
زبان کو روکنا چاہیے۔ یہ وہ خون ہے
کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں
کو پاک کر رکھا ہے تو ہم کو چاہیے کہ اپنی
زبانوں کو اس سے ملوث نہ کریں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ ابو منصور بغدادیؒ سے نقل کرتے ہیں۔

واما معاویة رضی الله عنه فهو
من العدول الفضلاء والصحابة
الاخیار والحروب التی جرت
بینهم کانت لکل طائفة شبهة
اعتقدت تصویب نفسها

اور لیکن حضرت معاویہؓ پس وہ عدول
فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے ہیں اور
جو لڑائیاں آپس میں واقع ہوئی ہیں تو
ہر ایک جماعت کو شبہ تھا جس سے
ہر ایک اپنے آپ کو حق اور صواب پر سمجھتی

---

[1] تحریر الاصول مع شرح تقریر الاصول ج ۲ ص ۲۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسببها وكلهم متأولون
في حروبهم ولم يخرج احد
منهم من العدالة لانهم
مجتهدون اختلفوا في
مسائل كما اختلف المجتهدون
بعدهم في مسائل ولا يلزم من
ذلك نقص احد منهما [1]

تھی اور سب کے سب اپنی اپنی لڑائیوں میں
تاویل کرنے والے تھے ان میں سے کوئی
بھی اس وجہ سے عدالت سے نہیں نکلا
کیونکہ سب مجتہد تھے ۔ متعدد مسائل میں
باہم اختلاف ہو گیا جیسے کہ بعد میں مجتہدین
نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا ۔ کسی
کو کوئی نقصان عارض نہیں ہوا۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ عدالت صحابہ سے متعلق شکوک و شبہات کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں :

وكذلك كل من قاتل عليا رض
رضوان الله عليه يوم صفين واما
اهل الجمل فما قصدوا قط
قتال علي رضوان الله عليه ولا
قصد علي رضوان الله عليه
قتالهم وانما اجتمعوا بالبصرة
للنظر في قتلة عثمان رضوان
الله عليه واقامة حق الله تعالى
فيهم فتسرع الخائفون على

ایسے ہی وہ تمام صحابہ رض جنہوں نے حضرت
علی رض سے صفین کے دن قتال کیا یعنی وہ
سب متأول تھے اور لیکن اہل جمل پس
انہوں نے ہرگز حضرت علی رض سے لڑائی کا
ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی حضرت علی رض نے
ان سے قتال کا قصد کیا ۔ وہ تو بصرہ میں
قاتلین عثمان رض کے متعلق غور و فکر کرنے
اور ان پر اللہ کا فیصلہ نافذ کرنے کی
غرض سے جمع ہوئے تھے پس جن لوگوں کو

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انفسهم اخذ عند الله تعالى منهم وكانوا امداء اعظيمة يقربون من الخوف فاثاروا القتال خفية حتى اضطر كل واحد من الفريقين الى الدفاع عن انفسهم اذ رأوا السيف قد خالطهم وقد جاء ذلك نصا مرويا ۔ لـه

اپنے اوپر اللہ کا مقرر کردہ حکم نافذ کیے جانے کا خطرہ تھا انہوں نے چپکے سے جنگ برپا کرنے میں سبقت کی حتیٰ کہ ہر فریق نے جب یہ دیکھا کہ تلوار ان میں مل چکی ہے تو دفاع پر مجبور ہو گیا اور یہ بات صریحاً منقول ہے۔

اس کے بعد اپنے مخصوص انداز میں ائمہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ جب ان آئمہ کے لئے اجتہاد کو مباح قرار دیا جاتا ہے۔ اور ان کو تحصیل و تحریم کا حق دیا جاتا ہے حالانکہ ان کے لئے جنتی ہونے کا اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اگرچہ حسن ظن کی بنا پر ان کے لئے اللہ تعالےٰ سے یہی اُمید ہے تو پھر صحابہ کرامؓ کے لئے اس کو کیوں روا نہیں رکھا جاتا۔ فرماتے ہیں

ثم لا تجيز ذلك لعلي وام المؤمنين وطلحة والزبير وعمار وهشام بن حكيم ومعاوية وعمرو والنعمان وسمرة وابي الغادية وغيرهم وهم ائمة الاسلام حق وغيرهم وهم

پھر یہی حق علی، ام المومنین، طلحہ، زبیر، عمار، ہشام بن حکیم، معاویہ، عمرو، نعمان، سمرہ، ابو الغادیہ اور دوسرے حضرات رضوان اللہ علیہم کو نہیں دیتے حالانکہ وہ حقیقتاً آئمہ اسلام ہیں اور ان کی فضیلت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمة الاسلام حق والمقطوع على فضلهم وعلى اكثرهم بانهم في الجنة وهذا الايخيل الا على عدل وكل من ذكرنا من مصيب او مخطئ فما جور على اجتهاده اما اجرين واما اجرا وكل ذلك غير مسقط عدالتهم [1]

ان میں سے اکثر کا جنتی ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ یہ تمام حضرات جن کا ہم نے ذکر کیا کوئی مصیب ہو یا مخطئ پس اس کو اجر ملیگا۔ دہرا یا ایک۔ اور یہ سب کچھ جو ان سے صادر ہوا ان کی عدالت کو ساقط نہیں کرتا۔

شارح عقائد نسفیہ علامہ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں

وما وقع بينهم من المنازعات والمحاربات فله محامل و تاويلات [2]

صحابہ کرام کے درمیان جو تنازعات اور محاربات وقوع پذیر ہوئے ان کے معقول محامل اور تاویلات ہیں۔

علامہ فرھاروی رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والمجمل انهم كانوا يطلبون الحق ولكن يصيب بعضهم في الاجتهاد ويخطئ بعضهم والمخطئ في الاجتهاد غير ماخوذ بل ماجور وهكذا جرت عادة السلف الصالحين

اجمالاً یہ کہ وہ تمام حضرات حق کے متلاشی تھے لیکن ان میں سے بعض حضرات اپنے اجتہاد میں صائب الرائے تھے اور بعض خطا پر۔ ان میں سے جو خطا پر تھا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں بلکہ اسے بھی اجر ملیگا اور سلف صالحین

١۔ احکام الاحکام (ابن حزمؒ) ج ٢ ص ٨٧ ٢۔ شرح عقائد ص ١١٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجمل افعال الصحابة على مقاصد صحيحة [1]

کی عادت اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی کے افعال کو مقاصد صحیحہ پر محمول کرتے تھے۔

عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

المبحث الرابع والاربعون فی بیان وجوب الکف عما شجر بین الصحابة ووجوب اعتقاد انهم ماجورون وذلك لانهم كلهم عدول باتفاق اهل السنة سواء من لابس الفتن ومن لم يلابسها كفتنة عثمان رضی ومعاوية ووقعة الجمل كل ذلك وجوبا لاحسان الظن بهم وحملا لهم فی ذلك علی الاجتهاد فان تلك امور مبناها عليه وكل مجتهد مصيب او المصيب واحد والمخطی معذور بل ماجور قال ابن الانباری وليس المراد بعد التهم ثبوت العصمة لهم واستحالة

چھیالیسویں مبحث صحابہ رضی کرام کے باہمی اختلافات سے کف لسان کے وجوب کے بیان میں ہے اور یہ عقیدہ رکھنے کے وجوب میں کہ ان کو اس پر اجر ملیگا یہ اس لیئے کہ وہ باتفاق اہل سنت سب کے سب عادل تھے خواہ ان میں سے کسی نے اختلاف اور فتن میں حصہ لیا یا نہیں جیسے قتل عثمان رضی کا فتنہ اور معاویہ کا اختلاف اور جمل کا قصہ یہ سب ان کے ساتھ حسن ظن کی بنا پر ان کے افعال کو اجتہاد پر محمول کرنے کی وجہ سے ہے کیونکہ ان تمام امور کا مبنی اجتہاد پر ہے اور ہر مجتہد راستی پر ہوتا ہے یا (علی اختلاف القولین) ایک

---

[1] براس شرح عقائد ص ۵۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المعصية منهم وانما المراد قبول
روایاتهم لنا احكام ديننا من غير
تكلف ببحث عن اسباب العدالة و
طلب التزكية ولم يثبت لنا الى
وقتنا هذا شئ يقدح فى عدالتهم
ولله الحمد فنحن على استصحاب
ما كانوا عليه فى زمن النبى صلى الله
عليه وسلم حتى يثبت خلافه ولا
التفات الى ما يذكره بعض اهل
السير فان ذلك لا يصح وان
صح فله تاويل صحيح وما احسن
قول عمر بن عبد العزيز رضى
الله عنه تلك دماء طهر الله
تعالى منها سيوفنا فلا نخضب
بها السنتنا وكيف يجوز
الطعن فى حملة ديننا فمن
لم يأتنا خبر عن نبينا صلى الله
عليه وسلم الا بواسطتهم
فمن طعن فى الصحابة رضی فقد

راستی پر اور صاحب خطا معذور بلکہ
مستحق اجر ہوتا ہے۔ ابن الانباری رحمہ
اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سے عدالت
سے ان کا معصوم ہونا مراد نہیں تاکہ
ان سے خطا کا صدور محال ہو (بلکہ)
صرف یہ مراد ہے کہ ہمارے دین کے
جو احکام ان کی روایت سے ہم تک
پہنچتے ہیں ان کو بلا تکلف اسباب
عدالت سے بحث اور طلب تزکیہ
کے بغیر قبول کر لیا جائے گا (کیونکہ
بحمد اللہ کوئی ایسی چیز جو ان کی عدالت
میں قادح ہو آج تک ثابت نہیں
ہوئی پس ہم انہیں اسی صفت عدالت
پر سمجھیں گے جس پر وہ زمانہ نبوی میں
تھے یہاں تک کہ اس کا خلاف
ثابت ہو جائے (باقی) اہل سیر جو
کچھ نقل کرتے آئے ہیں اس کو بنظر
التفات نہیں دیکھا جائے گا کیونکہ
وہ صحیح نہیں اور اگر (بالفرض) صحیح بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طعن فی نفس دینه فیجب سد
الباب جملة واحدة لاسیما
الخوض فی امر معاویةؓ وعمروؓ
بن العاص وا ضرابهما ولا
ینبغی الاغترار بما نقله بعض
الروافض عن اهل البیت من
کراهیتهم فان مثل هذه
المسئلة منزعها دقیق ولا
یحکم فیها الا رسول الله صلے
الله علیه وسلم فانها مسئله
نزاع بین اولاده واصحابه
قال الکمال بن ابی شریف ولیس
المراد بما شجر بین علیؓ و
معاویةؓ المنازعة فی الامارة
کما توهمه بعضهم وانما
المنازعة کانت بسبب تسلیم
قتلة عثمان رضی الله عنه
الی عشیرته لیقتصوا منهم
لان علیاؓ کان رائی ان تاخیر

ہو تو اس کی صحیح تاویل کی جا سکتی ہے۔ حضرت
عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کیسی اچھی بات
کہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو
ان کے خونوں سے بچائے رکھا ہے تو ہم اپنی زبانوں
کو ان سے کیوں رنگیں۔ (بھلا) دین کے حاملین
اور ان ہستیوں میں (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلّم کی ہر بات انہی سے ہم تک پہنچی) طعن
کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے پس جس نے صحابہؓ
میں طعن کیا (گویا) اس نے اپنے دین میں طعن کیا
اس لیے طعن کا دروازہ کلیۃً بند ہو جانا چاہیے
خصوصاً حضرت معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص
رضی اللہ عنہما اور ان جیسے دوسرے حضرات
کے معاملہ میں خوض اور بعض روافض نے
جو یہ نقل کیا ہے کہ اہل بیت ان کو اچھا نہیں
جانتے تھے اس سے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے
کیونکہ اس قسم کے مسائل کا ماخذ دقیق ہے اسمیں
صحیح فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہی
فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ مسئلہ انکی اولاد اور اصحاب
میں اختلاف کا ہے کمال بن ابی شریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیمهم اصوب اذا المبادرة بالمقبض علیهم مع کثرة عشائرهم واختلاطهم بالعسکر یؤدی الی اضطراب امر الامامة العامة فان بعضهم کان عزم علی الخروج علی الامام علیؓ وعلی قتله لما نادی یوم الجمل بان یخرج عنه قتلة عثمانؓ ورای معاویةؓ ان المبادرة الی تسلیمهم للاقتصاص منهم اصوب فکل منهما مجتهد ماجور فهذا هو المراد بما شجر بینهم ¹

فرماتے ہیں کہ مشاجرات علیؓ ومعاویہؓ سے یہ مراد نہیں کہ ان کا جھگڑا امارت میں تھا جیسا کہ بعض لوگوں کا وہم ہے (بلکہ نزاع تو صرف قاتلین عثمانؓ کو ان کے خاندان کے سپرد کرنے میں تھا تاکہ ان سے قصاص لیا جائے کیونکہ حضرت علیؓ کی رائے یہ تھی کہ قاتلین عثمانؓ کو ان کے خاندان کے سپرد کرنے میں تاخیر زیادہ قرین صواب ہے کیونکہ ان پر ہاتھ ڈالنے میں جلدبازی ان کے خاندانوں کی کثرت کی وجہ سے اور لشکر اسلامی میں ان کے ملے جلے ہونے کی وجہ سے امارت عامہ کے معاملہ کو مضطرب کرنے کی طرف مؤدی تھی کیونکہ ان میں سے بعض لوگوں نے جب حضرت علیؓ نے جمل کے دن ان کو یعنی قاتلین عثمانؓ کو لشکر سے علیحدہ ہونے کا حکم دیا تو حضرت علیؓ کے خلاف بغاوت اور آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا اور حضرت

---

¹ الیواقیت والجواہر ص ۲۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

معاویہؓ کی رائے یہ تھی کہ ان سے قصاص لینے کے لئے ان کو (حضرت عثمانؓ کے رشتہ داروں کے) سپرد کرنے میں سبقت کرنا زیادہ قرینِ صواب ہے (بہرحال) حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں سے ایک مجتہد ماجور ہے پس یہی مراد ہے ان کے باہمی اختلافات سے

مشاجراتِ صحابہؓ حضرت مجددؒ صاحب کی نظر میں

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزاعات اور مشاجرات کے متعلق ارقام فرماتے ہیں۔

اہلسنت شکر اللہ سعیہم مشاجرات
و منازعات اصحاب خیر البشر را بر
محامل نیک محمول میدارند و از ہوا و
تعصب دور میدانند زیرا کہ نفوس
ایشان در صحبت خیر البشر علیہ و علیہم
الصلوات والتحیات مزکی شدہ
بود و سینہائے ایشان از عداوت
و کینہ پاک گشتہ غایت ما فی الباب
چون ہر کدام را رائی اجتہاد بودہ
و ہر مجتہد را عمل بموافق رائے خود
واجب بضرورت در بعض امور
بسبب مخالفت آرا مخالفت و مشاجرات

اہلسنت صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے نزاعات و اختلافات
کو اچھے محامل پر محمول کرتے ہیں اور
خواہش نفسانی و تعصب وغیرہ سے
دور سمجھتے ہیں کیونکہ حضرت خیر البشر
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اثر سے
ان کے نفوس صاف ہو گئے تھے اور
سینے عداوتوں اور کینوں سے قطعی پاک۔
بیش ازیں نیست کہ ان میں سے ہر
ایک کی ایک رائے تھی اور اپنا اپنا اجتہاد
اور معلوم ہے کہ ہر مجتہد پر اپنے اجتہاد
اور صوابدید کے مطابق عمل کرنا واجب ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازم گشت و ہر یکے را تقلید رائے خود صواب آمد پس مخالفت شاں در رنگ موافقت برائے حق بودہ نہ برائے ہوا و ہوس نفسِ امارہ[1]	پس اختلاف آراء کی وجہ سے مخالفت اور منازعت ناگزیر ہوئی اور ہر ایک نے اپنی رائے کے مطابق عمل کرنا ضروری سمجھا لہٰذا ان کی یہ مخالفت رائے حق کی موافقت کے رنگ میں تھی نہ کہ نفسِ امارہ کی خواہش سے۔

پھر چند سطور کے بعد ارقام فرماتے ہیں :۔

محاربان امیر جم غفیر اند از اہل اسلام و از اجلہ اصحاب اند۔ و بعضے از ایشاں مبشر بہ جنت، تکفیر و تشنیع ایشان امر آسان نیست کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم قریباً نصف دین و شریعت را نزدیک است کہ ایشان تبلیغ کردہ باشند اگر ایشان مطعون باشند اعتماد از شطر دین مے خیزد	جن لوگوں کے حضرت علیؓ سے نزاعات ہوئے اور جنگ و قتال تک نوبت پہنچی وہ اہلِ اسلام کی بہت کثیر جماعت ہے اور ان میں بہت سے جلیل القدر صحابی ہیں اور ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کو دنیا ہی میں زبان نبوت سے جنت کی بشارت مل چکی ہے۔ ان کی تکفیر اور علی ہذا القیاس ان کو بُرا بھلا کہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ دین و شریعت کا قریباً نصف حصہ ایسا ہوگا جو انہی کی وساطت سے امت کو پہنچا ہے۔ اگر وہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مجروح و مطعون ہو جائیں تو آدھا دین بے اعتبار ہو جائیگا۔

---

[1] دفتر دوم۔ مکتوب نمبر ۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مکتوب میں رقمطراز ہیں :-

محاربات و منازعات کہ درمیان
اصحاب کرام علیہم الرضوان واقع
شدہ اند مثل محاربہ جمل و صفین بر
محامل نیک صرف باید نمود واز
ہوا و تعصب دور باید داشت
چہ نفوس این بزرگواران در
صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات
والتسلیمات از ہوا و ہوس مزکی
شدہ بودند واز حرص و کینہ پاک
گشتند اگر مصالحت دارند برائے
حق دارند واگر منازعت و مشاجرت
است برائے حق است ہر گروہے
بمقتضائے اجتہاد خود عمل نمودہ
اند و مخالف را بے شائبہ تعصب
از خود دفع کردہ اند ہر کہ در
اجتہاد خود مصیب است دو
درجہ و بقولے دہ درجہ ثواب
دارد و آنکہ مخطی یک درجہ ثواب او را

اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین
کے درمیان جو باہمی جنگیں ہوئیں مثلاً
جنگ جمل اور جنگ صفین ان سبکو
اچھے محامل پر محمول کرنا اور خود غرضیوں
و تعصبات سے دور رکھنا چاہیئے۔
یہ اکابر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت کی تاثیر سے ہوا و ہوس اور
کینہ و حرص سے پاک صاف ہو گئے تھے
یہ اگر کسی سے مصالحت رکھتے تھے تو
صرف حق کے لیے اور اگر کسی سے لڑتے
جھگڑتے تھے تو صرف اللہ کے واسطے۔
بلاشبہ ان میں سے ہر گروہ نے اپنے اجتہاد
کے مطابق عمل اور بغیر کسی تعصب اور
خود غرضانہ جذبہ کے دوسروں کو اپنے
سے دفع کیا پس ان کا حال یہ ہے کہ
جس کا اجتہاد ان میں سے ٹھیک تھا
اس کو دو درجے اور ایک قول کے مطابق
دس درجے ثواب ملے گا اور جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقد وقت است پس مخطی در رنگ
مصیب از ملامت دور است۔
بلکہ امید درجہ از درجات ثواب
دارد علماء فرمودہ اند کہ در آں
محاربات حق بجانب امیر بودہ است
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ واجتہاد مخالفان
از صواب دور بودہ مع ذالک
موارد طعن نیستند و گنجائش ملامت
ندارند چہ جائے آنکہ نسبت کفر
یا فسق کردہ شود، امیر کرم اللہ وجہہ
فرمودہ است برادران ما بما باغی
گشتہ ایشاں نہ کافر آنند نہ فاسق
زیرا کہ ایشاں را تاویل است کہ
منع کفر و فسق نماید۔ حضرت پیغمبر
ما فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ
الصلوٰۃ والسلام ایاکم وما شجر بین
اصحابی پس جمیع اصحاب پیغمبر را علیہ
وعلیہم الصلوات والتسلیمات بزرگی
باید داشت وہمہ را بنیکی یاد

اجتہاد میں غلطی ہوئی ایک درجہ ثواب
سے وہ بھی خالی نہیں رہے گا، غرض
جن لوگوں سے اجتہاد میں غلطی ہوئی
وہ اسی طرح لعن وملامت سے دور
ہیں جس طرح کہ فریق ثانی، بلکہ جیسا
کہ بتلایا گیا وہ بھی کم از کم ایک درجہ
ثواب کے مستحق ہیں۔ ہاں علماء کرام
نے یہ فرمایا ہے کہ ان جنگوں میں
حق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی
طرف تھا اور آپ کے مخالفین سے
اجتہاد میں غلطی ہوئی۔ بایں ہمہ ان پر
طعن نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی ملامت
ہی کی گنجائش ہے۔ کجا یہ کہ کفر یا
فسق کی ان کی طرف نسبت کی جائے
خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان
کے حق میں فرمایا ہے "یہ ہمارے بھائی
ہیں ہم سے باغی ہو گئے ہیں، نہ وہ
کافر ہیں نہ فاسق کیونکہ ان کا اختلاف
تاویل پر مبنی ہے جو کفر و فسق کیلئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باید کرد و در حق ہیچ یکے ازیں
بزرگواراں بدنباید بود و گمان
بدنباید کرد و منازعت ایشاں
بہ از مصالحت دیگراں باید داشت
طریق فلاح و نجات ایں است
چہ دوستی اصحاب کرام بواسطہ
دوستی پیغمبر است علیہ و علیہم الصلوات
والتسلیمات، بزرگے فرماید ما آمن
برسول اللہ من لم یوقر اصحابہ
لہ

مانع ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم بچو میرے
صحابہ کے اختلافات میں دخل دینے
سے پس ہم کو تمام اصحاب کرام کی
تعظیم کرنا اور سب کو اچھے لفظوں سے
یاد کرنا چاہیئے اور ان میں سے کسی کے
حق میں بدگوئی اور بدگمانی نہ کرنا چاہیئے
بلکہ ان کے اختلافات کو دوسروں
کی مصالحت سے بہتر سمجھنا چاہیئے،
نجات اور کامیابی کی یہی راہ ہے
کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے
محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی
کے واسطے سے ہے ایک بزرگ (حضرت
شیخ شبلی) فرماتے ہیں کہ جس نے اصحاب
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و
تعظیم نہیں کی وہ گویا حضور پر ایمان
ہی نہیں لایا۔

(العیاذ باللہ)

لہ دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاجراتِ صحابہؓ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ کی نظر میں:-

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فریق مخالف حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

اما آنکہ حضرت عائشہ وطلحہ	حضرت عائشہ، طلحہ وزبیر رضی اللہ
وزبیر رضی اللہ عنہم مجتہد مخطی معذور	عنہم اجمعین سے جو اجتہادی غلطی ہوئی
بودند از آں قبیل کہ "من اجتہد	ہے وہ اس قبیل سے ہے "جس نے
فقد اخطأ فلہ اجرٌ واحدٌ" پس	اجتہاد کیا اور اس میں خطا کی اس کیلئے
ازاں جہت کہ متمسک بودند بشبہ	ایک اجر ہے" ان کی یہ غلطی اس
ہر چند دلیل دیگر ارجح از وے	اشتباہ کی بنا پر تھی (اگرچہ زیادہ مضبوط
بود وموجب آں شبہ دو چیز	مسلک دوسرا ہی تھا) کہ ایک یہ کہ
است یکی آنکہ خلافت برائے حضرت	حضرت مرتضیٰ کی خلافت منعقد نہ ہوئی
مرتضیٰ منعقد نشد زیرا کہ اہل حل و	تھی اور دوسرے یہ کہ ارباب حل وعقد
عقد عن اجتہاد ونصیحۃ للمسلمین	نے غور وفکر اور مسلمانوں کی خیر خواہی
بیعت نہ کردہ اند۔	دیکھ کر بیعت نہ کی تھی

فریق ثانی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

واما آنکہ معاویہ مجتہد مخطی معذور	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مجتہد مخطی معذور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بود پس از آں جہت کہ تمسک بود بشبہ ہر چند دلیل دیگر در میزان شرع راجح تر از آں برآمد مانند آنچہ در قصہ اہل جمل تقریر کردیم ؎۱

ہونا اس وجہ سے ہے کہ انہیں اس معاملے میں شبہ لاحق ہوگیا تھا اگرچہ میزان شرع میں اس سے وزن دار حجت موجود تھی۔ یہ شبہ وہی تھا جس کا ہم اصحاب جمل کے تحت ذکر کیا۔

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جو اختلافات اور جنگیں ہوئیں ان کا مبنی اجتہاد پر تھا، جو کچھ انھوں نے کیا اجتہاد کی بنا پر محض طلب حق کے لیے کیا۔ اسمیں ان کی بدنیتی، ذاتی یا سیاسی اغراض کو قطعاً دخل نہیں تھا اس لیے "کل مجتھد مصیب او المصیب واحد والمخطی معذور بل ماجور" کے اصول کے پیش نظر اجمالاً دونوں جانب کے حضرات کو حسب صواب رائے، راستی اور صواب پر سمجھنا چاہیے اور اگر تفصیل کی ضرورت پڑے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مخالف فریق کو مجتہد معذور سمجھ کر ان کی خطا کو خطائے اجتہادی کہنے پر اکتفا کی جائے جس پر "ان اصاب فلہ اجران وان اخطأ فلہ اجر واحد" کے اصول کے پیش نظر یقیناً انہیں اجر ملے گا۔ بلکہ اس سے بھی احوط طریق یہ ہے کہ ہر دو فریقین

(۱) ازالۃ الخفاء۔ ص ۲۷۹ - ۲۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو راستی اور صواب پر تسلیم کرتے ہوئے نسبتاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اقرب الی الصواب اور اقرب الی الحق تسلیم کیا جائے۔ ایک متفق علیہ صحیح حدیث سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ فتنہ خوارج اور ان سے قتال کرنیوالی جماعت کے متعلق پیش گوئی کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" فیقتلھا اولی الطائفتین " اور ایک روایت میں ہے " ادنی الطائفتین من الحق " یعنی جو جماعت حق سے زیادہ قریب ہوگی وہ ان (خوارج) سے قتال کرے گی۔ جاننے والے یہ جانتے ہیں کہ پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ خوارج سے برسرپیکار ہوئے اگرچہ بعد میں یہ سعادت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل ہو کر رہی۔ جہاں اس روایت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اقرب الی الحق ہونا ثابت ہوتا ہے وہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فی الجملہ حق پر ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

و فیہ ان اصحاب علی ادنی الطائفتین الی الحق و ھذا ھو مذھب اھل السنۃ والجماعۃ ان علیا ھو المصیب وان کان معاویۃ مجتھدا وھو ماجور ان شاء اللہ ولکن علی ھو الامام فلہ اجران ؎۱	اس حدیث میں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق سے زیادہ قریب تھے اور یہی اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ثواب پر تھے اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور ان شاء اللہ انہیں اجر ملے گا لیکن امام حضرت علی تھے پس ان کیلئے دو اجر ہیں۔

؎۱ البدایۃ والنہایۃ ۔ ج ۷ ۔ ص ۲۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھیے حافظ صاحب رح نے بھی تقریباً وہی بات کہی ہے جو باقی تمام علماء کہتے ہیں لیکن مزید ادب ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت علیؓ کو "مصیب" کہنے پر اکتفا کی اور حضرت معاویہؓ کی طرف خطا کی نسبت سے پہلو تہی کر گئے ۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

اس روش سے نہ تو کوئی دین کی عمارت ہی گرے گی اور نہ ہی حق و باطل کا معیار خراب ہوگا ۔ اس پر اغیار ہمیں طعنہ بھی دیں تو گھبرانے کی کوئی بات نہیں ۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے دینی آباؤ اجداد ہیں، ہم ان کے متعلق جس قدر بھی حسن عقیدت کا اظہار کریں کم ہے ۔ ہمیں ان کی ظاہری خطاؤں کے صحیح محامل اور تاویلات بیان کرنے کا اس سے بھی کہیں زیادہ حق ہے جتنا کسی کو اپنے نسبی آباء و اجداد کی غلطیوں کی تاویلات کا ہو سکتا ہے ۔ کسی کو ہمارے معاملہ میں مداخلت کا کیا حق ہے؟ اور ہم کسی کے لیے اس حق کو کیوں تسلیم کریں اور کیوں ان سے مرعوب ہوں جن کے اپنے کوئی قابل ذکر آباء و اجداد نہ ہوں انہیں ہمارے محترم اور ذیشان آباء و اجداد پر تنقید کرنے کا کیا حق ہے اور کس منہ سے ۔ ہم اپنے حریف سے ببانگ دہل کہہ سکتے ہیں " اولٰئک آبائی فجئنی بمثلھم " ۔ اگر وہ ہماری اس روش سے حق کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ۔ انہوں نے ہمارے خالص حق کو بھی کب بنظر قبول دیکھا ہے اور ہماری کونسی صداقت کو مشکوک نگاہوں سے نہیں دیکھا ۔ کیا انھوں نے توحید، رسالت، قرآن وغیرہ اسلامی حقائق کو بغیر کسی شک وشبہ کے حق تسلیم کر لیا ہے ۔ اگر نہیں تو ایک مشاجرات ہی کے باب میں ان پر حق کا پہلو واضح کرنے کی اس قدر فکر کیوں ہو اگر چودہ سو سال سے اسلام کا معیار حق و صداقت مشکوک نہیں ہوا تو آج بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی خطرہ نہیں۔ اِس لیے محض احمقوں کے اعتراضات سے بچنے کے لیے ہم اپنے متفق علیہ اِسلامی عقائد، نظریات اور تعبیرات میں لچک پیدا کرنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبِ صحابہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین

بعض گمراہ قسم کے لوگ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے باہمی اختلاف سے متاثر ہو کر حب اہل بیت کے پردہ میں تبرا یعنی صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کو عبادت سمجھتے ہیں۔ کم ازکم یہ کہ اختلافات کے دور کے واقعات کی تحقیق کے وقت ان کی زبان اور قلم بے ساختہ غیر محتاط ہو جاتی ہے اور وہ بعض صحابہؓ پر ناروا تنقید کر گزرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں ہم "سب" کا مفہوم اور اسکی شرعی حیثیت اور ان پر تنقید اور شاتمین صحابہ کا حکم اختصار کیساتھ ذکر کریں گے۔

سب وشتم کے معنی

سب اور شتم دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔ حضرت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

السب ، الشتم الوجیع" لہ یعنی فحش اور مغلظ گالی ..... (۱)

لیکن اس سے ماں بہن کی گالی ہی مراد نہیں بلکہ ہر ناشائستہ اور خلافِ شان بات کو بھی عربی زبان میں "سب اور شتم" سے تعبیر کرتے ہیں۔ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ آیت" لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ عدوا بغیر علم الآیہ"

---

(۱) اردو ترجمہ مفردات القرآن (امام راغبؒ)۔ص ۴۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحت لکھتے ہیں:۔

وسبهم لله ليس على انهم يسبونه صريحاً ولكن يخوضون في ذكره فيذكرونه بما لا يليق به ويتمادون في ذلك بالمجادلة فيزدادون في ذكره بما تنزه تعالى عنه ۔ [1]	ان کے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ صریح الفاظ میں اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں گے کیونکہ اس طرح تو کوئی مشرک بھی نہیں کرتا بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ جوش میں آکر شان الٰہی میں گستاخی کریں گے اور ایسے الفاظ استعمال کریں گے جو اسکی ذات کے شایان شان نہیں جیسا کہ عام طور پر مجادلہ کے وقت ہوتا ہے۔

آگے اس پر عربی شاعر کے شعر سے استشہاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فما كان ذنب بني مالك بان سب منهم غلام فسب بابيض ذي شطب قاطع يقد العظام ويبري القصب	بنی مالک کا صرف اتنا گناہ ہے کہ ان میں سے ایک لڑکے بخل پر عار دلائی گئی اور اس نے عار کے جواب میں سفید دھاری دار قاطع تلوار سے اپنی موٹی اونٹنیوں کو ذبح کر ڈالا جو ہڈیوں کو کاٹ دیتی ہو اور قصب یعنی بانس کو تراش دیتی ہے۔

ان اشعار میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے جسکو دوسرے شاعر نے یوں ادا کیا ہے:

نشتم بالافعال لا بالتكلم [2] — ہم زبان کی بجائے افعال سے گالی دیتے ہیں

(١) اردو ترجمہ مفردات القرآن (امام راغبؒ) ص ٤٩٩ (٢) ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث قدسی میں ہے :-

"یوذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر"

ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے کہ وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ زمانہ میرا ہی نام ہے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسکی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

و انی باطۃ الدھر مبالغۃ فی الرد علی من یسبہ وھم صنفان دھریۃ لا یعرفون للدھر خالقا ویقولون ما یھلکنا الا الدھر و معترفون باللہ تعالٰی لکنھم ینزھونہ عن نسبۃ المکارہ الیہ فیقولون تبا لہ و بوسا و خیبۃ ونحو ذلک

اللہ کو گالی دینے والوں پر مبالغہ کے ساتھ رد کرنے کی غرض سے دھر کا لفظ لائے ہیں اور وہ گالی دینے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ دہریے جو کہ خالق دہر سے ناواقف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں زمانے ہی نے ہلاک کیا دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو ذات خداوندی کے معترف ہیں لیکن مکروہ چیزوں کی نسبت سے اللہ کو پاک رکھنے کیلئے کہتے ہیں، زمانے کی ہلاکت ہو، زمانے کی خرابی ہو وغیرہ۔

دوسری حدیث قدسی میں ہے :-

کذبنی ابن آدم ولم یکن لہ ذلک وشتمنی ولم یکن لہ

ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اس کیلئے مناسب نہیں اور مجھے گالی دیتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك فاما تكذيبه اياى فقوله لن يعيدنى كما بدأنى وليس اول الخلق باهون على من اعادته واما شتمه اياى فقوله اتخذ الله ولداً وانا الاحد الصمد الذى لم الد ولم اولد ولم يكن لى كفوا احد. وفى رواية ابن عباسؓ واما شتمه اياى فقوله لى ولد وسبحانى ان اتخذ صاحبة او ولداً ^(۱)^

ہے حالانکہ یہ اس کیلئے مناسب نہیں، لیکن اسکا میری تکذیب کرنا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے مجھے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ دوبارہ اسطرح زندہ نہیں کر سکے گا۔ اور لیکن اس کا مجھے گالی دینا اسکا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بیٹا بنالیا حالانکہ میں یکتا ہوں بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ مجھے کسی نے جنا ہے اور نہ ہی میرا کوئی ہمسر ہے اور ابن عباسؓ کی روایت میں ہے" اور لیکن اسکا مجھے گالی دینا، اسکا یہ کہنا ہے کہ میرے ہاں اولاد ہے حالانکہ میں اس بات سے پاک اور منزہ ہوں کہ بیوی یا بچے بناؤں۔

اس حدیث میں اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف اولاد کی نسبت کو شتم کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

حضرت ام مسطح رضی اللہ عنہا نے، جب راہ چلتے ہوئے ان کا پاؤں پھسل گیا تو فرمایا تعس مسطح اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔

---

(۱) مشکوٰۃ ۔ ج ۱۔ باب الایمان ۔ الفصل الاول ۔ ص ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتسبین رجلا شهد بدرا	کیا تو ایسے آدمی کو گالی دیتی ہے جو بدر کے معرکہ میں شریک ہوا ہے۔

دیکھیے حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام مسطح رضی اللہ عنہا کے قول "تعس" کو "سب" کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔

علامہ ابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ لفظ "تعس" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فی حدیث الافک "تعس مسطح" یقال تعس، عثر وانکب بوجھہ وقد تفتح العین وھو دعاء علیہ بالھلاک۔ [1]	حدیث افک (جس میں سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا قصہ ہے) میں ہے "تعس مسطح" تعس کا استعمال ماضی میں عین کلمہ کے کسرہ اور مضارع میں عین کلمہ کے فتح کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی لڑکھڑا کر اوندھے منہ گر پڑے اور کبھی ماضی میں بھی عین کلمہ کو فتح دیا جاتا ہے اور یہ "تعس" (اس موقع پر) حضرت مسطح کیلئے ہلاکت کی بد دعا ہے۔

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ھو بفتح عین وکسرھا ای عثر او ھلک اولزمہ الشر قوال [2]	یہ عین کے فتح اور کسرہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے یعنی پھسل گیا یا ہلاک ہوا یا اسکو شر لازم ہوا۔

---

(۱) نہایہ ابن اثیر۔ ج ۱۔ ص ۱۹۰ طبع جدید (۲) مجمع البحار ج ۱ ص ۱۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ "تعساً" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-
" اصل میں "تعس" کے معنیٰ ہیں لغزش کھا کر گرنا اور پھر اٹھ نہ سکنا پستی میں گر کر کسی چیز کا ٹوٹ جانا ، اور تعس (س) تعساً و تعسۃ کا مصدر ہے۔ قرآن میں ہے۔ " فتعساً لھم : ان کے لیے ہلاکت ہے۔ " [۱]

قرآن و حدیث سے ذکر کردہ ان استعمالات سے معلوم ہوا کہ "سب و شتم" کا استعمال ہر نازیبا اور نامناسب بات کے متعلق ہو سکتا ہے۔ ہماری اس بات کی تائید امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ امام موصوف "شاتم رسول" کا حکم بیان دینے کے بعد فرماتے ہیں :-

فما عده اهل العرف سبا و انتقاصاً او عيبا او طعنا ونحو ذلك فهو من السب [۲]	پس اہل عرف جس چیز کو سب اور نقص بیانی یا عیب یا طعن وغیرہ شمار کریں پس وہ سب ہے

دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

السب الذی ذکرنا حکمه من المسلم هو الكلام الذی يقصد به الانتقاص والاستخفاف وهو ما يفهم منه السب في عقول الناس علی اختلاف اعتقاداتهم كاللعن والتقبيح	ایک مسلمان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی جس کا ہم نے حکم بیان کیا، ہر وہ کلام ہے جس سے کہ نقص گوئی اور بے وقعتی کا ارادہ کیا جائے۔ لوگوں کے ذہنوں میں مختلف اعتقادات کے پیش نظر سب کا یہی

---

(۱) اردو ترجمہ مفردات راغب۔ ص ۱۴۵ (۲) الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۵۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونحوه وهو الذي دل عليه قوله تعالى ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدواً بغير علم، فهذا اعظم ما تفوه به الا لسنة آه لہ

مفہوم ہے جیسے لعنت کرنا اور قباحت بیان کرنا وغیرہ اور اسی پر حق تعالیٰ کا ارشاد "ولا تسبوا آہ" دلالت کرتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل عرف جس چیز کو سب و شتم، نقص بیانی، عیب گوئی اور طعنہ زنی وغیرہ شمار کریں وہ سب ہے

سبِّ صحابہؓ سے مراد

اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "لا تسبوا اصحابی" میں یہ تمام چیزیں آجاتی ہیں لہذا ان کے نقائص بیان کرنا یا ان کی عیب گوئی کرنا یا ان میں طعن کرنا یا دوسرے کسی قبیح طریقہ سے ان کا ذکر کرنا "سب" کے مفہوم میں داخل ہیں اور حرام ہیں۔

بلکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے تو یہ مترشح ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو بخل، بزدلی، قلت علم اور عدم زہد وغیرہ کے ساتھ موصوف کرنا بھی "سب" ہے۔ فرماتے ہیں:-

اما من سبهم سباً لا يقدح في عدالتهم ولا في دينهم مثل

لیکن جس شخص نے ان (صحابہؓ) کو ایسی گالی دی جو ان کی عدالت اور دین میں

لہ الصارم المسلول۔ ص ۵۷۶

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصف بعضهم بالبخل او الجبن او قلة العلم او عدم الزهد ونحو ذلك ۔ ؎۱	قادح نہیں جیسے ان میں سے بعض کو بخل ، بزدلی ، قلت علم یا عدم زہد وغیرہ کے ساتھ موصوف کرنا ۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کو بخل ، بزدلی ، قلت علم اور عدم زہد وغیرہ کے ساتھ موصوف کرنا بھی ان کو گالی دینا ہے ۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی طرف ایسی چیزوں کی نسبت کرنا جس سے ان کی عدالت مجروح ہوتی ہو ، ان کو گالی دینے کے مترادف ہے ۔ بلکہ حکم کے اعتبار سے ماں ، بہن کی گالی سے بھی زیادہ سخت جیسا کہ عنقریب شاتمین صحابہؓ کے حکم کے تحت بیان کیا جائیگا

صحابہ کرامؓ پر تنقید بھی سَبّ ہی کے حکم میں ہے

صحابہ کرام پر تنقید بھی سب ہی کے حکم میں ہے اور آنحضرتؐ نے اس سے منع فرمایا ہے ۔

الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضاً من بعدی	میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو ، میرے بعد ان کو ہدف تنقید نہ بنانا

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "غرضاً" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

ای هدفاً لکلامکم القبیح لهم فی المحاورات ورمیهم فی غیبتهم بالوقائع والمکروهات ؎۲

---

(۱) الصارم المسلول ۔ ص ۵۹۱ (۲) مرقاۃ شرح مشکوٰہ ۔ ج ۱۱ ۔ ص ۲۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے یہ بات، کہ تنقید بھی سب ہی کے حکم میں ہے، بلا دلیل نہیں کہی بلکہ ہمارے پاس اسکی دلیل ہے۔ اولاً یہ کہ "سب" اپنے وسیع مفہوم کے اعتبار سے تنقید کو بھی شامل ہے۔ ثانیاً یہ کہ صحابہ کرام پر تنقید کرنے والے، زیادہ سے زیادہ وہی چیزیں ذکر کرتے ہیں جو شاتمین صحابہ کرام ان کے مطاعن کے سلسلہ میں بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ" کے باب دہم میں صحابہ کرام کے بارے میں شیعہ کے جن مطاعن کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں بعض مطاعن درج ذیل ہیں :۔

(۱) حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو حاکم و امیر بنایا جو ظالم تھے۔

(۲) حضرت عثمانؓ نے حکم بن ابی العاص کو (جو مروان کا والد تھا) بعد اخراج پیغمبر خدا مدینہ میں بلالیا۔

(۳) عثمانؓ نے اپنے گھر والوں اور اقربا کو بہت مال دیا اور بے انتہا اسراف کیا۔

(۴) حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں بہت سے صحابہؓ کو معزول کیا۔

(۵) حضرت عثمانؓ نے عبداللہؓ بن عمر کے قصاص کو موقوف رکھا۔

(۶) حضرت عثمانؓ نے اپنے دوستوں اور مصاحبوں کو جاگیریں دیں۔

بالکل یہی اعتراضات آج کل ناقدین حضرات، تنقید کے نام سے حضرت عثمانؓ پر دہراتے ہیں، بلکہ صحابہ کرام، خصوصاً حضرت علیؓ کے مخالفین پر شیعہ مجالس میں جو اعتراضات تبرا کے نام سے کیے جاتے تھے وہی آج تنقید کے حسین اور دلفریب نام سے دہرائے جا رہے ہیں۔ اور اس کو جائز بلکہ مستحسن کارروائی خیال کیا جاتا ہے، بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اگر شیعہ کوئی اعتراض کرے تو اسکو مطاعن کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست میں داخل کردیا جائے۔ اور اگر وہی اعتراض کوئی شیعہ حضرت سنی کرے تو اسکو تحقیق اور تنقید کا نام دے دیا جائے۔

نام بدلنے سے اگرچہ حقیقت نہیں بدل جاتی تاہم تنقید ہو کوئی ایسی پسندیدہ حقیقت نہیں ہے ہر کسی کے ، خصوصاً صحابہ کرامؓ کے حق میں جائز تسلیم کرایا جائے کیونکہ تنقید اور نقد ، جرح کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں ، یہی وجہ ہے کہ کتب جرح و تعدیل کو کتب نقد رجال اور ائمہ جرح و تعدیل کو ائمہ ناقدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ، اور گذشتہ اوراق میں یہ بات شرح و بسط کے ساتھ گذر چکی ہے کہ خود اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی تعدیل فرمائی ہے۔ بھلا جس کی تعدیل اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود کریں۔ کسی کو اس پر جرح کا کیا حق ہے۔ اللہ، رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعدیل کے بعد جرح کرنے والا خود مجروح ہو جائے گا۔

حضرت امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے :-

اذا رأیت الرجل ینتقص احدا من	جب کسی آدمی کو دیکھو کہ رسول اللہ
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے
فاعلم انہ زندیق لان الرسول	کسی کی طرف تنقیص کی نسبت کر رہا
عندنا حق والقرآن حق وانما ادی	ہے تو یقین کر لو کہ یہ شخص "زندیق"
الینا ھذا القرآن والسنن	ہے۔ کیونکہ تمہارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حق ہیں۔
علیہ وسلم وانما یریدون	اور اس قرآن اور سنت رسول صلی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان یجرحوا شہودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ، والجرح بھم اولی وھم "زنادقۃ" [1]

علیہ وسلم کو ہم تک صحابہ کرامؓ ہی نے پہنچایا ہے اور یہ ہمارے ان گواہوں کو مجروح کر کے کتاب وسنت کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ خود جرح کے زیادہ حق دار ہیں۔ اور یہ لوگ "زندیق" اور بے دین ہیں۔

(۱) کفایہ ص ۴۹، اصابہ۔ ص ۱۰۔۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سب صحابہؓ کی شرعی حیثیت اور شاتمین صحابہ کرامؓ کا حکم"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تنقیص اور ان پر سب وشتم کرنیوالوں سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے اور ان کو مستحق لعنت قرار دیا ہے، ارشادِ نبویؐ ہے۔

اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم (رواہ الترمذی) [1]

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کے بارے میں بدگوئی کرتے ہوں تو کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے برُے پر

ایک دوسری حدیث میں ہے :۔

ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا ً واجعل لی فیہم وزراء وانصارا واصہارا ً فمن سبہم فعلیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ والناس اجمعین ولا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ

بے شک اللہ نے مجھے چن لیا ہے اور میرے لیے میرے صحابہؓ کو چن لیا اور ان میں میرے وزیر، انصار اور سسرال بنائے پس جو انہیں گالی دے (یا کسی قسم کی بدگوئی کرے) اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو

(١) سنن ترمذی۔ باب ۔ ص ، مشکوٰۃ ج ٢۔ باب مناقب الصحابہ۔ ص ٥٥٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفاً ولا عدلاً رواه المحاملی والطبرانی والحاکم [1]

اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی جانب سے کسی قسم کا معاوضہ قبول نہ کریگا

ایک اور حدیث میں ہے :-

ان اللہ اختارنی واختارلی اصحاباً وانصاراً وسیاتی قوم یسبونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم (رواه العقیلی فی الضعفاء) [2]

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا ہے اور میرے لیے میرے صحابہ و انصار کو چن لیا ہے۔ عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو ان میں بدگوئی کیا کریں گے اور انکی تنقیص کیا کریں گے پس انکے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا نہ رکھنا اور انکے ساتھ بیاہ شادی نہ کرنا

ایک اور حدیث میں ہے :

ان اللہ اختارنی واختار اصحابی فجعلهم اصهاری وجعلهم انصاری وانه سیجئ فی اخر الزمان قوم ینتقصونهم الا فلا تناكحوهم الا فلا تنكحوا اليهم الا فلا تصلوا معهم الا فلا تصلوا عليهم عليهم حلت اللعنة (رواه الخطيب) [3]

بے شک اللہ نے مجھے اور میرے صحابہ کو چن لیا ہے پس انہیں میرے سسرال اور انصار بنا دیے ہیں اور آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو انکی تنقیص شان کریںگے۔ خبردار ان سے نکاح شادیاں نہ کرنا نہ انکے پاس نکاح کی خواہش لے کر جانا اور نہ ان کے جنازہ میں شرکت کرنا، ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

---

(۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ ج ۱۱۔ ص ۲۷۴ (۲) ایضاً (۳) کنایہ۔ ص ۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو برا کہنے والوں اور ان کی تنقیص شان کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے ساتھ نکاح شادی، میل ملاپ اور خورد و نوش اور ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے اور ان کے جنازہ میں شرکت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ طرق اگر ضعیف بھی ہوں تو تعدد کی وجہ سے وہ ضعف منجبرؓ ہو جاتا ہے خصوصاً جبکہ صراحتاً متفق علیہ صحیح حدیث میں سب صحابہؓ سے ممانعت ثابت ہے۔ ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے:۔

لا تسبوا اصحابی (۱) — میرے صحابہؓ کو گالی نہ دو

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں:۔

واعلم ان سب الصحابةؓ حرام من فواحش المحرمات سواء من لابس الفتن منهم وغیرہ لانهم مجتهدون فی تلک الحروب ومتاولون .... قال القاضی وسب احدهم من المعاصی الکبائر ومذهبنا ومذهب الجمهور انه یعزر ولا یقتل وقال بعض المالکیة یقتل (۲)

جان لو کہ سب صحابہؓ حرام ہے، فواحش محرمات میں سے ہے۔ جن صحابہؓ نے اختلافات میں حصہ لیا وہ بھی اور جنہوں نے حصہ نہیں لیا وہ بھی (اس حکم میں) سب یکساں ہیں کیونکہ وہ ان جنگوں میں مجتہد اور متاول تھے .... قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان (صحابہؓ) میں کسی کو بھی گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور ہمارا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ (گالی دینے والے کو) تعزیر لگائی جائے گی اور قتل نہیں کیا جائیگا اور بعض قتل کے قائل ہیں

---

(۱) صحیح بخاری۔ ج ۱۔ باب فضائل الصحابۃ ص — صحیح مسلم ج ۲۔ ص ۳۱۰

(۲) ایضاً۔ مع شرح نووی ج ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ قاضی عیاضؒ کا مذکورہ بالا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :-

وخص بعض الشافعية ذلك بالشيخين والحسنين فحكى القاضي حسين في ذلك وجهين وقواه السبكي في حق من كفر الشيخين وكذا من كفر من صرح النبي صلى الله عليه وسلم بايمانه او تبشيره بالجنة اذا تواتر الخبر بذلك عنه لما تضمن من تكذيب رسول الله صلى الله عليه وسلم [1]

اور بعض شافعیہ نے اسکو قتل شاتم شیخین اور حسنین کے ساتھ خاص کیا ہے قاضی حسین نے اسمیں دونوں وجہیں نقل کی ہیں اور علامہ سبکی نے شیخین کو تکفیر کرنے والے کے حق میں قول قتل ہی کو قوی کہا ہے۔ ایسے ہی جس کے ایمان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کی ہو اور اسکو جنت کی بشارت دی ہو اس کی تکفیر کرنے والا بھی مستحق قتل ہے۔ کیونکہ یہ آنحضرت کی تکذیب کو متضمن ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم امام نوویؒ کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

وقد صرح بعض علمائنا بانه يقتل من سب الشيخين ففي كتاب السير من كتاب الاشباه والنظائر للزين بن نجيم و

اور ہمارے بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ شیخین کو گالی دینے والا قتل کیا جائیگا۔ زین ابن نجیم کی اشباہ والنظائر کی کتاب السیر میں ہے۔ کوئی کافر جب توبہ کرلے

---

(۱) فتح الباری - ج ۷ - ص ۱۸ - طبع قدیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل کافر تاب فتوبته مقبولة فی الدنیا والآخرة الا جماعة الکافر بسب النبی وسب الشیخین او احدھما او بالسحر او بالزندقة و او امرأة اذا اخذ قبل توبته وقال سب الشیخین ولعنهما کفر وان فضل علیّ علیهما فمبتدع کذا فی الخلاصة و فی مناقب الکردری یکفر اذا انکر خلافتهما او بغضهما لمحبة النبی لهما واذا احب علیًّا اکثر منهما لا یؤاخذ به

تو اس کی توبہ دنیا و آخرت دونوں میں مقبول ہے مگر کفار کی ایک جماعت ایسی ہے کہ اسکی توبہ مقبول نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی یا ان میں سے ایک کو گالی دے کر جو کافر ہوا یا جادو کی وجہ سے یا زندقہ کی وجہ سے اگرچہ عورت ہو جب اسے پکڑ لیا جائے تو اسکی توبہ قبول کر لی جائیگی اور فرمایا کہ شیخین رض کو گالی دینے اور ان پر لعنت کرنا کفر ہے اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان پر فضیلت دے تو بدعتی (خلاصہ میں ایسا ہی ہے) اور کردری کے مناقب میں ہے۔ اگر شیخین رض کی خلافت کا انکار کرے تو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر شیخین رض کی نسبت حضرت علی رض سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اسکی وجہ سے اس پر مواخذہ نہیں ہے

لہ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے شاتمین صحابہ رض کا حکم نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

قال فی الرسالة التی رواها

امام احمد بن حنبل نے اپنے اس رسالہ

(۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۔ ج ۱۱ ۔ ص ۲۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو العباس احمد بن يعقوب
الاصطخري وغيره وخير
الامة بعد النبي صلى الله عليه
وسلم ابوبكر وعمر وعثمان
بعد عمر وعلي بعد عثمان
ووقف قوم وهم خلفاء راشدون
مهديون ثم اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم بعد هؤلاء
الاربعة خير الناس لا يجوز
لاحد ان يذكر شيئا من مساويهم
ولا يطعن على احد منهم بعيب
ولا نقص فمن فعل ذلك فقد
وجب تاديبه وعقوبته ليس
له ان يعفو عنه بل يعاقبه و
يستتيبه فان تاب قبل عنه وان
ثبت اعاد عليه العقوبة وخلده
في الحبس حتى يموت او يرجع
وقال الميموني سمعت احمد
يقول ما لهم ولمعاوية نسال

جس کو ابو العباس احمد بن یعقوب وغیرہ
نے روایت کیا ہے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد پوری امت سے بہتر ابوبکرؓ، عمر
پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں اور
کچھ لوگوں نے انمیں توقف کیا ہے" یہ
حضرات خلفاء راشدین ہدایت یافتہ
ہیں پھر ان چاروں کے بعد تمام صحابہؓ کل
امت میں اچھے ہیں، کسی کیلئے جائز نہیں
کہ ان کے مساوی بیان کرے اور نہ یہ کہ
ان میں سے کسی پر عیب یا نقص کے ساتھ
طعن کرے۔ پس جس نے ایسا کیا اسکی
تادیب اور عقوبت واجب ہے اسکو معاف
نہیں کیا جا سکتا بلکہ سزا دی جائیگی اور
توبہ کروائی جائیگی، اگر توبہ کر لی تو قبول
کی جائیگی اگر اپنی بات پر اڑا رہا تو
دوبارہ اسکو سزا دی جائیگی اور تا مرگ
یا تا رجوع اسے قید میں رکھا جائیگا.....
اور میمونی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ
کو یہ کہتے ہوئے سنا انہیں معاویہؓ سے کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله العافيتك وقال يا ابا الحسن ان رايت احدا يذكر اصحاب رسول الله صلى الله عليه بسوء فاتهمه على الاسلام وقال ابو يعلى الذي عليه الفقهاء في سب الصحابة ان مستحلا لذلك كفر وان لم يكن مستحلا فسق ولم يكفر سواء كفرهم او طعن في دينهم مع اسلامهم وقد قطع طائفة من الفقهاء من اهل الكوفة وغيرهم بقتل في سب الصحابة و كفر الرافضة .

سے

ولفظ بعضهم وهو الذي نصه القاضي ابو يعلى انه ان سبهم سبا يقدح في دينهم وعدالتهم كفر

سروکا ہے ہم اللہ سے معافی چاہتے ہیں اور کہا اے ابوالحسن اگر تو کسی کو دیکھے کہ صحابہؓ رسول میں سے کسی کا ذکر برائی سے کر رہا ہے تو اسے اسلام کے بارے میں متہم سمجھو۔ اور قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ سب صحابہؓ کے بارے میں فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اگر حلال سمجھے تو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر حلال نہ سمجھے تو فاسق قرار دیا جائے گا۔ خواہ ان کی تکفیر کرتا ہو یا ان کے دین میں طعن کرتا ہو، باوجود ان کے مسلمان ہونے کے۔ اہل کوفہ میں سے فقہاء کی ایک جماعت اور کچھ دوسرے لوگوں نے قطعی فیصلہ کیا ہے کہ جو صحابہؓ کو گالی دے گا اسے قتل کیا جائیگا اور رافضیوں کو کافر قرار دیا جائیگا

اور بعض نے کہا ہے اور اسی کی ابو یعلیٰ نے بھی تائید کی ہے کہ اگر صحابہؓ کو ایسی گالی دی جو ان کے دین اور عدالت میں قادح ہے تو اس کی وجہ سے کافر قرار دیا جائیگا۔

---

(۱) الصارم المسلول - ص ۵۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بذلك وان سبهم سبا لا يقدح
في دينهم ومثل ان يسب ابا احدهم
او يسبه سبا يقصد به غيظه
ونحو ذلك لم يكفر وقال القاضي
ابو يعلى فقد اطلق (الامام احمد)
القول فيه (اي في رواية
المروزي) انه يكفر بسبه
لاحد من الصحابة وتوقف
في رواية عبد الله وابي طالب
عن قتله وكمال الحد وايجاب
التعزير يقتضي انه لم يحكم بكفره
قال فيحتمل ان يحمل قوله
ما اراه على الاسلام على سب
يطعن في عدالتهم نحو قوله
ظلموا وفسقوا بعد النبي
صلى الله عليه وسلم واخذوا
الامر بغير حق ويحمل قوله
في اسقاط القتل على سب لا يطعن
في دينهم نحو قوله كان فيهم

اور اگر ایسی گالی دی جو دین میں قادح
نہیں جیسے ان میں سے کسی کے باپ کو
گالی دی جس سے صرف ناراضگی کا اظہار
مقصود ہے وغیرہ، تو کافر نہیں قرار دیا جائے
گا۔ قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ مروزی کی
روایت کے مطابق امام احمدؒ نے صحابہ میں
کسی ایک کو گالی دینے والے کے متعلق مطلق
کفر کا قول کیا ہے اور عبداللہ اور ابو طالب
کی روایت میں اسکے قتل سے توقف کا قول
کیا ہے۔ کمال حد اور ایجاب تعزیر اس
بات کی مقتضی ہے کہ کفر کا حکم نہیں لگایا
جائیگا اور فرمایا (قاضی ابو یعلیٰ نے) کہ
امام احمدؒ کے قول "ما اراہ علی الاسلام"
کو ایسی گالی پر محمول کیا جائیگا جو عدالت
میں طعن کا موجب ہو جیسے یوں کہنا کہ
صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے بعد ظالم و فاسق ہو گئے تھے اور امر
(خلافت) کو ناحق سنبھال لیا اور اسقاط
قتل میں ان کے قول کو ایسی گالی پر محمول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلة علم و قلة معرفة بالسياسة والشجاعة وكان فيهم شح ومحبة الدنيا ونحو ذلك قال وتحمل ان يحتمل كلامه على ظاهره فتكون في سابهم روايتان احداهما يكفر والثانية يفسق۔ [1]

کیا جائے گا جو ان کے دین میں طعن کا موجب نہ ہو جیسے یہ کہنا کہ انھیں علم و معرفت بالسیاستہ اور شجاعت کی قلت تھی اور ان میں بخل اور دنیا کی محبت تھی وغیرہ، اور فرمایا کہ امام احمدؒ کے کلام کو ظاہر پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے (اس طرح کہ) امام صاحب کی شاتم صحابہؓ کے بارے میں دو روایتیں ہوں۔ ایک تکفیر کی اور دوسری تفسیق کی

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابو یعلیٰ کے واسطے سے امام احمد بن حنبل اور دوسرے علماء سے جو کچھ نقل کیا ہے اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر گالی ایسی ہو جو دین اور عدالت میں قادح نہ ہو تو تعزیر لگائی جائے گی۔
(۲) اگر سب صحابہؓ کو حلال سمجھتا ہو تو کافر قرار دیا جائے گا ورنہ فاسق۔
(۳) گالی دینے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔
(۴) اگر ایسی گالی دے جو دین وعدالت میں قادح ہو تو کافر قرار دیا جائیگا۔

عقائد نسفیہ کے شارح علامہ سعدالدین تفتازانی نے ایک دوسری تفصیل نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

فسبهم والطعن فيهم ان كان مما يخالف الادلة القطعية

صحابہؓ کو گالی دینا اور ان میں طعن کرنا۔ اگر ادلۂ قطعیہ کے مخالف ہو، تو کفر ہے

(۱) الصارم المسلول۔ ص ۵۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکفیر کقذف عائشۃ والا فبدعۃ
وفسق وبالجملۃ لم ینقل من
السلف المجتہدین والعلماء
الصالحین جواز اللعن علی
معاویۃؓ واحزابہ لان غایۃ
امرھم البغی والخروج علی
الامام وھو لا یوجب اللعن

جیسے حضرۃ عائشہ کا قذف ورنہ بدعت
فسق ہے۔ بہرحال سلف مجتہدین اور
علماء صالحین سے حضرت معاویہؓ اور
ان کے امثال پر لعنت کرنا منقول نہیں
کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ انہوں
نے امام پر بغاوت اور خروج کیا اور
یہ بات موجب لعن نہیں ہے۔

حضرت معاویہؓ کا ذکر آ گیا، اسلیے مناسب ہے کہ جو لوگ حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق بدگمانی کرتے ہیں ان کے متعلق علماء کی آراء نقل کر دی جائیں:

علامہ فرہاروی شارح عقائد کے اس جملہ کے تحت کہ "علماء سے حضرت معاویہؓ پر لعنت منقول نہیں" لکھتے ہیں:-

لا یخفی ان الشارح قصر ما
فی حق ھذا الصحابی حیث اکتفی
بعدم جواز اللعن واقول قد
صرح علماء الحدیث بان معاویۃ
من کبار الصحابۃؓ ونجبائھم و
مجتہدھم ولو سلم انہ من
صغارھم فلا شک فی انہ
دخل فی عموم الاحادیث الصحیحۃ

یہ بات مخفی نہیں کہ شارح نے اس صحابی
(معاویہؓ) کے حق میں (علماء سے تحسین کے جو
کلمات منقول ہیں) ان میں سے صرف
اس پر اکتفا کیا ہے کہ ان پر لعنت کرنا
جائز نہیں، میں کہتا ہوں کہ علماء حدیث
نے تصریح کی ہے کہ معاویہؓ کبار اور نجیب
اور مجتہد صحابہؓ میں سے تھے اور اگر ان کا
صغار صحابہؓ میں سے ہونا بھی تسلیم کر لیا جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الواردة فی تشریف الصحابة
بل قد ورد فیه بخصوصه احادیث
کقوله اللهم اجعله هادیا
مهدیا واهد به (رواه الترمذی)
وقوله اللهم علم معاویة
الحساب والکتاب وقه العذاب
(رواه احمد) وما قیل من انه
لم یثبت فی فضله حدیث
فمحل نظر وکان السلف یغضبون
من سبه وطعنه وقیل لابن
عباس ان معاویة صلی الوتر
برکعة واحدة قال دعه فانه
فقیه صحب رسول الله صلی
الله علیه وسلم کما فی صحیح
البخاری وسبه رجل عند
خلیفة الراشد عمر بن
عبد العزیز فجلده
وقال آخر امیر المؤمنین
یزید فجلده وقیل للامام الجلیل

تو پھر بھی بلاشک صحابہؓ کے فضائل میں جو
احادیث منقول ہیں ان کے عموم داخل
ہیں بلکہ خصوصیت کے ساتھ ان کے حق میں
بعض احادیث وارد ہوئی ہیں جیسے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اے اللہ
معاویہؓ کو ہادی ومہدی بنا" (اسکو ترمذی
نے روایت کیا ہے) اور ارشاد ہے "اے اللہ
معاویہؓ کو حساب اور کتاب کا علم عطا
فرما اور اسکو عذاب سے بچا" (اسکو امام احمد نے
روایت کیا ہے) اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت
معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت
نہیں، محل نظر ہے، سلف صالحین حضرت
معاویہؓ کے بارے میں سب اور طعن کرنے والے
کو برا سمجھتے تھے، ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ
معاویہؓ وتر ایک پڑھتے ہیں تو انہوں نے
فرمایا کہ چھوڑو، وہ فقیہ ہیں، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں، خلیفہ
راشد عمرؓ بن عبد العزیز کے سامنے ایک
آدمی نے حضرت معاویہؓ کو گالی دی تو انہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد اللہ بن المبارک عن معاویۃؓ افضل ام عمرؒ بن عبد العزیز قال غبار فرس معاویۃؓ اذا غزا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من عمرؒ وقال القاضی عیاض المالکیؒ فی الشفاء قال مالک من شتم احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکرؓ او عمرؓ او عثمانؓ او معاویۃؓ او عمروؓ بن العاص فان قال کانوا علی کفر وضلال قتل وان شتمہم بغیر ھذا من مشاتمۃ الناس نکل نکالا شدیداً[1]

نے اسے کوڑے لگوائے۔ اور دوسرے نے یزید کو امیر المؤمنین کہا تو اس کے بھی کوڑے لگوائے۔ امام جلیل عبداللہؒ بن مبارک کو کہا گیا کہ معاویہؓ افضل ہیں یا عمرؒ بن عبد العزیز، تو فرمایا کہ معاویہ کے گھوڑے کی وہ غبار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کرتے ہوئے اس پر پڑ گئی وہ بھی عمرؒ بن عبد العزیز سے افضل ہے۔ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کسی کو (ابوبکرؓ ہو یا عمرؓ یا عثمانؓ یا معاویہؓ یا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اجمعین) گالی دی یا انکی تکفیر و تضلیل کی تو اسکو قتل کیا جائے گا اور اگر اسکے علاوہ کوئی ایسی گالی دی جو آپس میں لوگ دیتے ہیں تو اس کو سخت سزا دی جائیگی۔

ان تمام اقوال کے پیش نظر صحابہ کرامؓ کو کوئی ایسی گالی دینا جس کا تعلق انکے

---

(۱) نبراس ۔ ص ۵۵۰، ۵۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبا سے ہو یا دیانت وعدالت سے یعنی ان پر تنقید کرنا یا ان کی طرف اوصاف مذمومہ حسد، بخل، قلتِ سیاست، اور قلتِ شجاعت وغیرہ کی نسبت کرنا جس سے ان کی تنقیصِ شان کا پہلو نکلتا ہو، حرام ہے اور ایسا آدمی (علی اختلاف الروایتین) مستوجبِ قتل یا سخت سزا کا مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت اور حسنِ عقیدت نصیب فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی رضامندی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	اسماء الکتب	اسماء المؤلفین
(۱)	القرآن الحکیم	کلام اللہ القدیم
(۲)	الصحیح البخاری	الامام محمدؒ بن اسمٰعیل البخاری ۲۵۶ھ
(۳)	الصحیح المسلم مع شرح النووی	الامام مسلمؒ بن حجاج ۲۶۱ھ
(۴)	الطبقات الکبریٰ	امام عمر ابن سعدؒ
(۵)	فتح الباری	حافظ ابن حجرؒ ۸۵۲ھ
(۶)	تفسیر ابن کثیر	امام ابن کثیرؒ ۷۷۴ھ
(۷)	البدایہ والنہایہ	" "
(۸)	اعلام الموقعین	حافظ ابن قیمؒ ۷۵۱ھ
(۹)	مفردات القرآن	امام راغب اصفہانیؒ
(۱۰)	النہایہ	امام ابن اثیرؒ ۶۳۰ھ
(۱۱)	الصارم المسلول	امام ابن تیمیہؒ
(۱۲)	العواصم من القواصم	امام ابوبکر ابن العربیؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	اسماء الکتب	اسماء المؤلفین
(۱۳)	اصابہ	حافظ ابن حجرؒ
(۱۴)	شرح نخبۃ الفکر	״ ״
(۱۵)	فتح المغیث	حافظ زین الدینؒ عراقی ۸۰۶ھ
(۱۶)	الکفایہ	خطیبؒ بغدادی
(۱۷)	جامع ترمذی	امام ابو عیسیٰؒ ترمذی ۲۷۹ھ
(۱۸)	الاستیعاب	حافظ ابن عبد البرؒ ۴۶۳ھ
(۱۹)	اسد الغابہ	ابو الحسنؒ علی المعروف بابن الاثیر ۶۳۰ھ
(۲۰)	تدریب الراوی	امام جلال الدین سیوطیؒ
(۲۱)	مقدمہ ابن صلاح	امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن ۶۴۳ھ
(۲۲)	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	ملا علی قاریؒ ۱۰۱۴ھ
(۲۳)	شرح عقیدہ طحاویہ	
(۲۴)	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبد العزیزؒ دہلوی
(۲۵)	اردو ترجمہ مفردات القرآن	مولانا محمد عبدہٗ
(۲۶)	ازالۃ الخفا	شاہ ولی اللہ دہلوی
(۲۷)	شرح فقہ اکبر	ملا علی قاریؒ
(۲۸)	علوم الحدیث	ڈاکٹر صبحی الصالح
(۲۹)	قواعد التحدیث	علامہ جمال الدین قاسمیؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارہ کی دیگر مطبوعات

کتابت حدیث تا عہد تابعین

مرتبہ:- محمد خالد سیف

یہ کتاب مستشرقین اور منکرینِ حدیث کے کتابتِ حدیث کے سلسلہ میں اعتراض کا بیشمار امہات کتب سے لاتعداد اور ناقابلِ تردید دلائل کے ذریعہ مسکت جواب ہے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے کہ کتابتِ حدیث کی داغ بیل عہدِ رسالت میں ہی پڑ چکی تھی۔ عہدِ صحابہ میں تحریک پروان چڑھی اور عہدِ تابعین میں پورے عروج پر پہنچ گئی۔

یہ کتاب اہلِ علم کے لئے بیش بہا تحفہ، متلاشیانِ حق کے لئے اہم دستاویز اور مستشرقین و منکرینِ حدیث کیلئے ایٹم بم ہے۔

ادارہ علوم اثریہ - لائل پور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام دار قطنیؒ

چوتھی صدی ہجری کے نامور تاجدارِ حدیث حضرت امام دارقطنیؒ پر مختلف اہلِ علم نے مقالات سپردِ قلم کیے مگر افسوس کہ وہ اختلافِ مسلک کے پیشِ نظر امام موصوف کی علمی شخصیت کا صحیح تجزیہ کرنے سے قاصر رہے۔ بلکہ انھوں نے آپ پر تشدد وغیرہ کا الزام لگا کر غلط تاثر دینے کی کوشش کی۔

اس کتاب میں آپ کے سوانح، آپ پر الزامات کا جائزہ، آپکی تالیفات خصوصاً "السنن" پر تبصرہ، علل الحدیث اور جرح و تعدیل میں آپ کے مقام اور دیگر بیشمار عنوانات پر جامع بحث کی گئی ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ بعض فنونِ حدیث میں تو آپ سابقہ محدثینؒ پر بھی فوقیت رکھتے ہیں۔

یہ کتاب اہلِ ذوق کیلئے ایک نادر تحفہ سے کم نہیں۔

ادارہ علومِ اثریہ لائل پور

۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

نمبر......02186......

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com